پیپر میرج

افسانہ رخشندہ کوکب

سیل فون کی بیل بجنے پر مشعار نے فون پر نمبر دیکھا تو پاکستان کا نمبر تھا۔۔۔'

'یہ کون ہوسکتا ہے' مشعار نے خود سے سوال کیا۔ پھر فون آن کر کے بات کرنے لگی

'ہیلو' مشعار نے کہا

'ہیلو' کسی مردانہ آواز نے کہا۔۔

'کون۔۔۔'

'آپ مشعار ہیں'

'ہاں۔۔آپ کون'

'اشہل۔۔۔لاہور سے بول رہا ہوں'

'اشہل۔۔۔کون اشہل۔۔۔دماغ کے کمپوٹر میں پرانے فولڈر کی کسی فائل پر لائٹ بلنک کرنے لگی۔۔۔دماغ کا کمپوٹر اپنی مرضی کا مالک ہوتا ہے، اسے کون سی فائل ڈیلیٹ کرنی ہے اور کون سی رکھنی ہے اسکا فیصلہ وہ خود کرتا ہے، اب جو فولڈر کھلا، اس فولڈر میں تمام فائلیں ایک ہی نام سے تھیں، اور تمام فائلیں کھل کر اس کے سامنے آگئی، اگر اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ یہ فولڈر اپنی زندگی سے غائب کر چکی ہوتی، مگر دماغ نے اس فولڈر میں رکھی ایک بھی فائل ڈیلیٹ نہیں ہونے دی

'تمہارا کلاس فیلو۔۔۔تمہارا دوست اور۔۔۔اور۔۔۔کچھ اور بھی کہوں' اشہل شوخ ہونے لگا

'نہیں نہیں۔۔۔میں نے پہچان لیا ہے' مشعار کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔پھر دھڑکتا ہی چلا گیا

یہ حملہ اتنا اچانک تھا کہ اس کا دل اس کے قابو میں نہ رہا۔۔لمحوں میں خود کو سنبھالا اور بدتمیزی سے پوچھا

'کیسے فون کیا' مشعار نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پوچھا

'نہ سلام نہ جواب۔۔یہ کیا بات ہوئی کہ کیسے فون کیا ہے' اشہل نے ذرا پیار بھرے غصے سے کہا

'ظاہر ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے میرا تمہارا رابطہ نہیں رہا۔۔۔پھر اچانک فون آجائے تو یہی سوال بنتا ہے' مشعار نے فورا کہا

'خیریت بھی تو پوچھی جاسکتی ہے تم کینیڈا آگئی بتایا تک نہیں' اشہل نے کہا

'ہمارے درمیان رابطہ ختم ہو چکا تھا۔۔۔پھر بتانا ضروری نہیں سمجھا۔۔۔اور بات بھی اتنی اہم نہیں تھی اور تم بھول رہے ہیں جب تم نے کسی اور سے شادی کا فیصلہ کر لیا تھا اور مجھے اپنی مجبوریاں بتا کر مظلوم بننے کی ناکام کوشش کی تھی تو میں نے تم سے رابطہ توڑ لیا تھا۔۔۔دوبارہ کبھی تم نے یا میں نے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی اور تم بھی نئی دنیا میں کھو گے تھے۔۔۔اور مجھے کبھی بھولے سے بھی یاد نہیں کیا تھا اور یاد کریں کہ آپ نے مجھ سے نہ معذرت کی تھی اور نہ پریشانی کا اظہار کیا تھا، تم اپنی شادی پر بہت خوش تھے، ظاہر ہے۔۔۔

امیر لوگوں میں شادی ہوئی تھی، خوش کیوں نہ ہوتے تمہاری تو ہمیشہ سے یہی خواہش رہی تھی کہ تمہارے سسرال والے صرف کھاتے پیتے ہی نہیں ۔۔۔ بہت امیر ہوں' مشعار نے یاد دلاتے ہوئے کہا

'یہی تو لڑکیوں کی بات بڑی ہوتی ہے کہ شادی نہ ہو سکی تو ملنا تو دور کی بات ہے ۔۔۔ پہچانے سے بھی انکار ہو جاتا ہے ۔۔۔ یار! دنیا میں شادی کے علاوہ بھی ملنے اور رابطے کے کئی سلسلے ہو سکتے ہیں ۔۔۔ دکھ اور بھی ہیں زمانے میں شادی کے سوا ۔۔۔' اشہل نے ذرا فنی انداز میں کہا

'آپ سے میرا تعلق ہی کتنا تھا یہی کہ آپ نے مجھے پروپوز کیا اور تھوڑا بہت تعلق پیدا ہوا مگر آپ کی شادی کے فیصلے نے میرے دماغ نے آپ سے تمام تعلق ختم کرنے کا مشورہ دیا اور دل نے بھی دماغ کے مشورے کو قبول کرنے کو کہا اور جب دل و دماغ ایک فیصلے پر آ جائیں تو ماننی تو پڑتی ہے ۔۔۔ بس

اتنی سی کہانی ہے میری اور تمہاری' مشعار نے یاد دلایا

'محبت کا تعلق شادی سے نہیں دل سے ہوتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا اور میں تمہارے دل میں بستا ہوں' اشہل نے فوراً کہا

'ہوں نہیں ۔۔۔ تھا' مشعار نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا

'تم میرے معاملے میں جھوٹ نہیں بول سکتی ۔۔۔ تمہارا میرا تعلق ختم نہیں ہو سکتا'

'ختم ہو جاتا ہے ۔۔۔ مرد ایک وقت میں ایک سے ہی محبت کرتا ہے، جب تک اس کا نشہ چڑھا رہتا ہے، اس کے آگے پیچھے پھرتا رہتا ہے، اور تم نے مجھ سے محبت کی ہی نہیں، تم نے محبت اپنی نئی نویلی بیوی سے کی تھی، مشعار نے کہا

'گو کہ تم ابھی بھی مجھ سے محبت کرتی ہو'

'تھوڑی بہت محبت اس وقت پیدا ہوئی تھی جب تم نے مجھے پروپوز کیا تھا اور والدین کو گھر بھیجنے کا وعدہ کیا تھا ۔۔۔ تب میں نے آپ کے لئے سوچنا شروع کیا تھا، مگر ان تمام واقعات کو گزرے بھی کئی سال ہو گئے ہیں، مجھے کچھ بھی یاد نہیں ہے اب تو پیچھے مڑ کر دیکھنا بھی مجھے اچھا نہیں لگتا' مشعار نے کہا

'اب ایسے بھی نہ کہو، پانچ سال ہی تو گزرے ہیں کوئی صدیاں تو نہیں بیت گئی ۔۔۔ تم نے تو اچھی خاصی تقریر کر ڈالی ہے۔ یار ماضی کے بغیر حال اور حال کے بغیر مستقبل کا وجود نہیں ہے۔ خوبصورت یادیں ہمیشہ انسان کو تر و تازہ کر دیتی ہیں، دل و دماغ پر خوشگوار اثر ڈالتی ہیں' اشہل نے ذرا رومانٹک آواز بنا کر کہا

'اگر یادیں خوبصورت ہوں تو' مشعار نے بات مکمل کی

'محبت سے وابستہ یادیں خوبصورت ہی ہوتی ہیں اور انسان کے اندر ہمیشہ زندہ رہتی ہیں یہ تو تم مانتی ہو کہ انسانی جذبوں میں سب سے شدید جذبہ محبت ہی کا ہوتا ہے، محبت زندگی کو بدل دیتی ہے، زندگی سے پیار کرنا سکھاتی ہے' اشہل نے ذرا لٹریری انداز سے کہا

'نہیں ۔۔۔ میں نہیں مانتی کہ ۔۔۔ محبت سے وابستہ تمام یادیں ہمیشہ خوشگوار ہوں ۔۔۔ کم از کم میری تو نہیں ہیں' مشعار نے کہا

’مگر تم نے تو زندگی سے پیار کرنا۔۔۔مجھ سے ہی سیکھا تھا۔۔۔‘

’میں بھی یہی سمجھتی تھی۔۔۔جب حقیقت سامنے آئی تو پتہ چلا کہ فلرٹ کیا جا رہا ہے ایک گاؤں کی لڑکی سے۔۔۔‘

’محبت کا ذائقہ ہمارے دیکھنے کے بعد ہی محسوس کیا تھا۔۔۔وہ محبت میں نے سکھائی تھی۔۔۔یاد کرو‘ اشہل نے کہا

’میری زندگی محبت کی وجہ سے برباد بھی ہوئی۔۔۔محبت نے مجھے رسوائیوں کے سوا کچھ نہیں دیا، اسی محبت نے مجھے لوگوں سے چھپنے پر مجبور کیا اور میں نے ایگزیمز جس حالت میں دیئے تھے میں ہی جانتی ہوں۔۔۔مجھے دوبارہ یاد نہ دلاؤ‘ مشعار نے کہا

’اب ایسے تو نہ کہو۔۔۔ایک شادی نہیں ہوئی تو کیا ہوا۔۔۔یادیں تو خوشگوار تھیں۔۔۔والدین نہیں مانے تھے ورنہ آج ہم ساتھ ہوتے‘ اشہل نے اپنی مجبوری بتائی

’میں نہیں سمجھتی کہ ہمارے والدین دیوار بنے تھے۔۔۔آپ نے والدین سے میرے متعلق بات کی ہی نہیں تھی۔۔۔آپ کو شروع سے ہی اپنی کزن پسند تھی میں تو یونہی آپ کے نام پر بدنام ہوگئی تھی۔۔۔آج آپ اسی کزن کے ساتھ شادی کر کے اچھی زندگی گزار رہے ہیں اور میں یہاں اکیلی رہ رہی ہوں‘ مشعار نے یاد کرتے ہوئے کہا

’رہ تو کینیڈا میں رہی ہو۔۔۔خوبصورت اور پرسکون ملک میں۔۔۔کینیڈا میں رہنا اور سٹیزن بن کر رہنا۔۔۔ پاکستانیوں کے لئے خواب جیسا ہوتا ہے‘ اشہل نے کہا

’جن مسائل سے میں گزری ہوں میں ہی جانتی ہوں۔۔۔کینیڈا میں پہلے دو، تین سال کی زندگی ایک عذاب سے کم نہیں ہوتی قدم قدم پر اپنے ملک کی سہولیتیں یاد آتی ہیں‘ مشعار نے کہا

’کینیڈا میں رہ کر گلہ شکوہ کر رہی ہو۔۔۔عجیب بات لگتی ہے‘ اشہل نے کہا

’تنہائی دنیا کے کسی بھی علاقے میں ہو اذیت ہی دیتی ہے‘ مشعارا نے کہا

’چلو ہمیں بلا لو۔۔۔ہم تنہائی دور کر دیں گے‘ اشہل نے فوراً کہا

مشعار کا دل ایک بار زور سے دھڑکا۔۔۔اور وہ کچھ دیر کے لیے وہ خاموش ہوگئی

’کہاں غائب ہوگئی ہو‘

’اب میں ایسے نہیں سوچتی، پانچ سال ایک لمبا عرصہ ہوتا ہے۔۔۔میں اس تنہائی کی عادی ہوگئی ہوں‘ مشعار نے چونکتے ہوئے کہا

’شکر ہے ابھی تک اکیلی ہے‘ اشہل نے دل میں سوچا

لڑکیاں بڑی جاہل ہوتی ہیں۔۔۔ایک کو یاد کر کے زندگی برباد کر دیتی ہیں۔۔۔راستے میں کئی اور بھی کھڑے ہوتے ہیں۔۔۔مگر نظر اٹھا کر کسی کو نہیں دیکھتیں۔۔۔پہلے کو ہی یاد رکھ کر کسی اور کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتی۔۔۔وہ ہنستا رہا اور خوش بھی ہو رہا تھا کہ بس نکاح کروں گا اور کینیڈا آ جاؤں گا۔۔۔وہ خواب دیکھنے لگ گیا

’مجھے تو تم بہت یاد آتی ہو۔۔۔‘

’جھوٹ بولنا چھوڑا نہیں ہے‘

’سچ کہہ رہا ہوں‘

’مگر میں نے باتوں میں آنا چھوڑ دیا ہے‘

’ہمیں باتوں میں لگانا آتا ہے‘

’اچھی بات ہے۔۔۔بیوی کا کیا حال ہے‘

’بیوی‘

’جی ہاں بیوی۔۔۔تمہاری خالہ کی بیٹی۔۔۔آمنہ نام تھا اس کا۔۔۔تمہارے والدین نے تمہاری مرضی سے اس سے شادی کی تھی اور تم خوش تھے مگر ظاہر یہی کیا تھا کہ والدین نے شادی کی ہے‘ مشعار اک اک بات یاد دلا رہی تھی

’شادی کے شروع کے دن ہر ایک کے لئے اچھے ہی ہوتے ہیں اصل بات بعد کی ہوتی ہے یہ جب ہنی مون کا زمانہ گزر جاتا ہے۔۔۔ تب پتہ چلتا ہے کہ سچ اور حقیقت کیا ہے‘ شہل نے کہا

’یہ مردوں کو وقت گزرنے کے بعد ہی کیوں پتہ چلتا ہے وقت پر کیوں پتہ نہیں چلتا‘ مشعار نے پوچھا

’مرد عورت کی طرح دور اندیش نہیں ہوتا وہ صرف سامنے نظر آنے والی چیزوں پر نظر رکھتا ہے اس لیے اس سے غلطیاں ہو جاتیں ہیں‘ اشہل مسلسل اسے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا

مشعار کو یہ سن کر خوشی ہوئی کہ وہ خوش نہیں ہے، دل کو عجیب سکون ملا مگر خاموش رہی۔۔۔اس سے بات کرنا اچھا لگ رہا تھا مگر اس نے بالکل ظاہر نہیں کیا۔۔۔

’ویسے تم وہاں کیا کر رہی ہو‘ اشہل نے اس کی خاموشی توڑتے ہوئے پوچھا

’نوکری کرتی ہوں مشعار نے مختصر سا جواب دیا

’کیسی نوکری۔۔۔‘ اشہل کرید رہا تھا

’وہاں بیٹھ کر تم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ میں کس قسم کی نوکری کر رہی ہوں۔۔۔اچھی ہے‘ مشعار نے کہا

’تنخواہ کتنی ہے۔‘ اشہل نے مطلب کی بات کی

’تمہیں کیا فائدہ ہوگا۔۔۔جان کر کہ میں کتنی تنخواہ لے رہی ہوں‘ مشعار نے جل کر کہا

’میں تو اس لیے پوچھ رہا تھا کہ جب میں کینیڈا آؤں تو میرا خرچ تو اٹھا ہی لوگی‘ اشہل نے کہا

’تم کینیڈا آ رہے ہو۔۔۔کب اپلائی کیا تھا۔۔۔‘

’تم سے پوچھ کر کروں گا۔۔۔‘

’میرا ذکر نہ کرنا۔۔۔میں کوئی مدد نہیں کروں گی۔۔۔‘

’ایسی بھی بے رخی کیا۔۔۔‘

’بے رخی کا ذکر کیوں کروں گی۔۔۔یہاں پر ہر ایک کو اپنا بوجھ خود اٹھانا ہوتا ہے چاہے کوئی کتنا ہی ایک دوسرے کے قریب ہو میں کوئی مدد نہیں کروں گی‘

’میں تمہارے ساتھ رہ تو سکتا ہوں۔۔۔وہاں لڑکی لڑکے کا ایک گھر میں رہنا بُرا نہیں سمجھا جاتا‘اشہل نے اس کی دکھتی رگ پر ھاتھ رکھتے ہوئے پوچھا

’تم نے غلط سنا ہے۔۔۔یہاں بھی پاکستانی لڑکی کا بغیر کسی رشتے کے ایک ساتھ رہنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔۔۔آفٹر آل ہم نے پاکستانیوں میں ہی اٹھنا بٹھنا ہوتا ہے بہت جلد بات پھیل جاتی ہے۔۔ویسے ذاتی طور پر میں خود بھی کسی غیر مرد کے ساتھ رہنے کا سوچ نہیں سکتی چاہے کوئی پوچھنے والا نہ بھی ہو۔۔مجھے اپنی حدود کا بہت اچھی طرح پتہ ہے اور تمام پاکستانی لڑکیاں میری طرح ہی سوچتی ہیں‘

’یہ کیا۔۔۔تم کینیڈا میں بھی رہ کر پینیڈو کی پینیڈو ہی رہی۔۔۔زندگی دوبارہ نہیں ملے گی انجوائے کرو۔۔۔کوئی بوائے فرینڈ تو ہوگا‘

’پاکستانی لڑکیاں دینا کے کسی بھی خطے میں رہ رہی ہوں، ہمیشہ اپنی حدود میں رہنا پسند کرتی ہیں اور یہ حدود ان کی اپنی بنائی ہوتیں ہیں ۔۔۔اپنی حدود میں رہنے کا بہت فائدہ ہوتا ہے غیر لوگ جو آس پاس ہوتے ہیں وہ دوستی کرتے ہوئے محتاط رہتے ہیں،فری ہونے کی کوشش نہیں کرتے‘ مشعار نے کہا

’تم تو بہت سمجھدار ہوگئی ہو۔۔۔پہلے تو ایسی نہیں تھی۔۔۔‘اشہل نے کہا

’اس لیے دھوکہ کھایا تھا۔۔۔اب وقت نے بہت کچھ سیکھا دیا ہے مشعار نے فورا کہا

’بار بار مجھے شرمندہ نہ کرو مگر مجھے تم کبھی نہیں بھولی۔۔۔ہمیشہ یاد رہی ہو‘اشہل نے کہا

’ظاہر ہے تم مجھے کیسے بھول سکتے ہو، دن رات میری بے وقوفی سے جسے میں سادگی کہہ سکتی ہوں فائدہ اٹھاتے رہے ہو،تمہارے لیے راتوں کو جاگ جاگ کر نوٹس تیار کرتی رہی ہوں، ھوسٹل کے کمرے میں چھپ چھپ کر تمہارے لیے کھانا تیار کر کے لاتی رہی ہوں اور پیسہ پیسہ جوڑ کر تمہارے لیے تحفے خریدتی رہی ہوں،سب سے بڑھ کر لوگوں کی باتیں سن کر بھی تم پر اعتبار کرتی رہی ہوں۔۔۔وہ سب کچھ یاد کرتی ہوں تو تمہاری بے وفائی پر کم اور اپنی سادگی پر جو۔۔۔اب مجھے بے وقوفی لگتی ہے بہت غصہ آتا ہے۔۔۔کئی بار میرا دل چاہتا ہے کہ تم سے ایسا بدلا لوں کہ تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو مشعار نے غصے سے کہا

’چلو کسی بہانے سے۔۔۔یاد تو کرتی ہو، چاہے بدلا لینے کے لیے سے ہی سہی‘اشہل نے دھٹائی سے کہا

’میں نے کب کہا کہ میں تمھیں یاد کرتی ہوں ااور کبھی یاد آئے بھی تو خود پر بہت غصہ آیا کہ کیوں تمہاری باتوں میں آئی تھی۔۔۔‘مشعار نے کہا

’ایسے تو مت کہو‘تم میرا دل توڑ رہی ہو‘اشہل نے شکوے کے انداز میں کہا

’سچ کہہ رہی ہوں اب فون بند کرتی ہوں کیونکہ مجھے سونا بھی ہے‘اور ساتھ ہی مشعار نے فون بند کر دیا۔۔۔

اور سوچنے لگ گئی کہ نمبر اس نے کیسے اور کہاں سے حاصل کیا۔۔۔ ویسے بھی اس سے وابستہ یادیں خوشگوار کم اور تلخ زیادہ ہیں۔۔۔ اس کے زخم دوبارہ ہرے ہونے لگے۔۔۔ زخموں کا کیا ہے جب یاد کیا تو ہرے ہو گئے۔۔۔ پہاڑ جتنی مٹی بھی یادوں پر پڑی ہو تو بھی یاد کی کونپل پہاڑ سے بھی راستہ بنا لیتی ہے۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی واپس یونیورسٹی کے زمانے میں پہنچ گئی۔۔۔ اسکی زندگی کی سب سے بڑی خواہش پنجاب یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا تھا۔۔۔ نہر کنارے بنی یونیورسٹی اسکے خوابوں جیسی تھی۔۔۔ اسکی یہ بھی بڑی خواہش تھی کہ وہ ہوسٹل میں رہے اور رات کو نہر کنارے واک کرے۔۔۔ چاندنی راتوں میں نہر کے پانی میں اپنا عکس چاند کے ساتھ دیکھے اگر چاند کے ساتھ نہیں تو کس کیساتھ دیکھے۔۔۔ وہ عجیب سا خواب دیکھتی تھی خود کو کسی کے ساتھ دیکھتی تو گھبرا جاتی۔۔۔

مظفر گڑھ کے چھوٹے سے علاقے میں اسکی ساری زندگی گزری تھی۔۔۔ اسکی زبان پنجابی تھی مگر وہ لاہور والوں جیسی پنجابی کبھی نہیں بول سکی تھی لاہور کی لڑکیاں سادی سی کاٹن کی شلوار قمیض بھی پہن لیتیں تو خوبصورت۔۔۔ حسین لگتی۔۔۔ اور تو اور ان کا اٹھنا بیٹھنا چلنا۔۔۔ بات کرنا۔۔۔ سب کچھ ہی اسے پر کشش لگتا۔۔۔ اس نے لاہور آ کر سب کچھ سیکھ لیا مگر وہ سب کچھ سیکھ کر کے بھی مظفر گڑھ کی پینڈو لڑکی ہی رہی۔۔۔ کم از کم اس کا اپنا یہی خیال تھا۔۔۔ حالانکہ اسے کبھی کسی کلاس فیلو نے پینڈو اور دیہاتی لڑکی نہیں کہا تھا۔۔۔ اسکے کڑھائی والے کرتوں کی خوب تعریف ہوتی مگر اسے ہر وقت احساس رہتا کہ وہ لاہور کی لڑکیوں کی طرح نہ زبان بول سکتی ہے نہ انکی طرح لاپرواہ ہو کر گفتگو کر سکتی ہے نہ کھل کر ہنس سکتی ہے اور نہ ہی بھرپور قہقہہ لگا سکتی ہے۔۔۔ اس کے اندر اعتماد بھی ویسا نہ تھا جیسا لاہور کی لڑکیوں میں نظر آتا۔۔۔ اس کی presentation سب سے کمزور ہوتی۔۔۔ وہ لکھے ہوئے نوٹس کے علاوہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکتی تھی۔۔۔ اور تو اور وہ ٹیچرز کے پوچھے ہوئے سوالوں کا جواب جانتی بھی ہوتی مگر اسے ہمت نہ پڑتی کہ کلاس میں کھڑے ہو کر جواب دے سکے۔۔۔ وقت تو گزر ہی جاتا ہے پھر ایک دن اچانک اشہل اسکی زندگی میں آ گیا۔

'تم اتنی خاموش کیوں رہتی ہو' اشہل نے اس کے بہت قریب آ کر کہا

'ایسا تو نہیں ہے' وہ گھبرا گئی اس کی قربت میں وہ تپنے لگی دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔۔ اس نے نظریں جھکائے ہوئے کہا

'سب کا یہی خیال ہے' اشہل کو اس کے سانولے چہرے پر بکھرے رنگ اچھے لگے

وہ خاموش رہی

'حالانکہ تم ایک خوبصورت پر کشش لڑکی ہو' اشہل کو اس وقت بہت اچھی لگ رہی تھی

مشعار کا دل سینے سے نکل کر حلق میں آ گیا۔۔۔ ڈھڑکن اتنی تیز ہو گئی کہ اسے لگا ساتھ کھڑا شخص آسانی سے اس کے دل کی ڈھڑکن سن سکتا ہے۔۔۔ اسکی آنکھوں میں بھی اندھیرا چھا گیا۔۔۔ اسے کچھ سجائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ اسکے سانولے چہرے کا رنگ بدلنے لگا وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس وقت خوبصورت لگ رہی ہے یا بدصورت مگر وہ اتنا جانتی تھی اسکے ساتھ آج جو کچھ ہوا ہے پہلے کبھی نہیں ہوا۔۔۔ اشہل تو اس سے باتیں کر کے کب کا جا چکا تھا مگر وہ وہی کھڑی رہی اسے اس وقت ہوش آیا جب کلاس شروع ہونے کے لیے

سب اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ چکے تھے۔۔۔ٹیچر کلاس روم میں پہنچ چکے تھے اور وہ کھڑی رہی

'مشعار آپ بھی بیٹھ جائیں' ٹیچر نے کہا

'جی۔۔۔جی' وہ بیٹھ گئی

پھر کلاس روم میں کس موضوع پر لیکچر دیا گیا وہ نہیں جانتی۔۔۔وہ کسی اور دنیا میں اشہل کے ساتھ گھوم پھر رہی تھی۔۔۔

'یار آج کل تم مشعار میں بہت دلچسپی لے رہے ہو۔۔۔ خیریت ہے' ولید نے اچانک اشہل سے پوچھا

'مجھے اچھی لگتی ہے'

'عام سی لڑکی ہے'

'اتنی بھی عام نہیں۔۔۔مجھے اس کا سانولہ رنگ اور لمبا قد بہت متاثر کرتا ہے۔'

'مگر وہ بہت ڈر پوک اور بزدل سی لڑکی ہے'

'مجھے کونسا اس سے شادی کرنی ہے۔۔۔کلاس فیلو ہے پڑھنے والی سیدھی سادی لڑکی ہے۔۔۔نوٹس تیار کر کے مجھے دے دیتی۔۔۔ مجھے اور کیا چاہیئے۔۔۔اتنی موٹی موٹی کتابیں نہیں پڑھنی پڑتیں' اشہل نے اصل بات بتائی

'اگر وہ سیریس ہوگئی تو۔۔۔' ولید نے پوچھا

'میں کہہ دوں گا میرے والدین نہیں مان رہے۔۔۔میں تو کسی امیر، ماڈرن لڑکی سے شادی کے خواب دیکھ رہا ہوں۔۔۔سسرال ہمیشہ بااثر اور اونچے عہدوں پر فائز ہونا چاہیے۔۔۔ہمیں اپنی ترقی کے لئے ایسی سیڑھیوں کی ضرورت رہتی ہے' اشہل نے کہا

'یہ تو بالکل سچ اور حقیقت ہے۔۔۔سسرال ہمیشہ امیر ہونا چاہئے اور سسرال میں سے چند ایک اونچے عہدوں پر فائیز ہوں تو زندگی آسان ہو جاتی ہے میں تو خود ایسے سسرالی تلاش کر رہا ہوں' ولید نے کہا

'لڑکے ہمیشہ ایسا ہی سسرال چاہتے ہیں' اشہل نے کہا

'ویسے مشعار سے ایک حد تک دوستی رکھو۔۔۔یہ پینڈو لڑکیاں جلد سیریس ہو جاتی ہیں' ولید نے کہا

'کوشش کروں گا۔ابھی تو پورا سال پڑا ہے سمجھنے اور سمجھانے میں۔۔۔وقت گذارنے کے لئے تھوڑی بہت چھیڑ چھاڑ کی ضرورت رہتی ہے' اشہل نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

'تمہاری چھیڑ چھاڑ میں اگلے کی جان نہ چلی جائے۔۔۔اچھی بات نہیں ہوگی۔۔۔دل لگی دل کا روگ نہیں بننا چاہئے' ولید نے سمجھایا

'یار دل لگی دل لگی ہی رہے گی۔۔۔دل کا روگ نہیں بننے دوں گا۔لڑکیاں بہت سمجھدار ہوتی ہیں۔۔۔ان کے اندر ایک گیج لگا ہوتا ہے جس سے وہ اندازہ لگا لیتی ہے کہ کون ان کے لیے سیریس ہے کون فلرٹ کر رہا ہے' اشہل نے کہا

'یہ فارمولہ شہر کی لڑکیوں کے لیے تو درست ہو سکتا ہے مگر۔۔۔گاؤں کی لڑکیوں کے لیے نہیں۔۔۔گاؤں کی لڑکیوں کو اس گیج کا نہیں پتہ

ہوتا۔۔۔اور تم جانتے ہو کہ مشعار کا تعلق گاؤں سے ہے۔۔۔اور وہ پہلی بار لاہور جیسے بڑے شہر میں آئی ہے'

'جانتا ہوں۔۔۔میں سیریس بھی ہو سکتا ہوں اگر مجھے پتہ چلے کہ وہ کسی چوہدری کی بیٹی ہے' اشہل نے کہا

'بہتر یہی ہے کہ پہلے پتہ کرا لو کہ اس کا تعلق کس خاندان سے ہے ورنہ اس کا پیچھا چھوڑ دو۔۔۔وہ بہت دور سے پڑھنے آئی ہے اسے پڑھنے دو اور جب وہ اپنے گاؤں واپس جائے تو ہمارا امپریشن اچھا لے کر جائے' ولید نے سمجھایا

'اب بس بھی کرو، تم کیا ایک بات کے پیچھے پڑ گئے ہو۔۔۔میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں' اشہل نے چڑ کر کہا

ولید اٹھ کر چلا گیا

'آج تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو کلاس کی تمام لڑکیاں تمہارے سوٹ کی تعریف کر رہی تھیں'

'جی۔۔۔سب ہی تعریف کر رہے تھے۔۔۔آپ نے چھٹی نہیں کرنی تھی آج' مشعار نے نظریں جھکائے ہوئے پوچھا

'میں نے لائبریری سے بکس لینی تھیں اور کچھ واپس کرنی تھیں اور تم سے ملاقات بھی تو کرنی تھی' اشہل نے اس کی انکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا

'میں نے بھی آپ سے کچھ کہنا تھا' مشعار نے کہا

'ہاں۔۔ہاں کہو۔۔۔میں سن رہا ہوں' اشہل نے لاپروائی سے کہا

'آپ نے گھر بات کرنی تھی۔۔۔میں نے اپنے گھر والوں سے بات کر لی ہے' مشعار نے پوچھا

'کس سلسلے میں۔۔۔کیسی بات۔۔۔' اشہل نے حیرت سے پوچھا۔۔

'جی۔۔۔ہماری بات' مشعار کھل کر اپنی شادی کی بات زبان پر نہ لا سکی

'ھاں۔۔۔میں نے کی تھی مگر انھوں نے تمہاری فیملی کے بارے میں پوچھا ہے، تمہارے والد کی گاؤں میں زمینیں تو ہونگی'

'زمینیں۔۔۔میرے والد فوت ہو چکے ہیں اور ہماری کوئی زمینیں نہیں ہیں'

'پھر تم لوگ گزارہ کیسے کرتے ہو۔۔۔'

'میرے دو بھائی کسی کی زمینوں پر فصل اُگاتے ہیں۔۔۔ہماری اپنی زمینوں پر رشتے داروں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔۔۔'

'خیر کوئی بات نہیں۔۔۔میرے والدین کہتے ہیں کہ امتحانوں کے بعد نوکری تلاش کرو اور سی ایس ایس کی تیاری کرو۔۔۔شادی کی بات وہ سننے کے لیے تیار نہیں ہیں' اشہل نے فوراً کہا حالانکہ اس نے والدین سے بات کرنے کا کبھی سوچا بھی نہیں تھا

'نوکری کے بعد آ جائیں۔۔۔میں انتظار کر لوں گی' مشعار نے فوراً کہا

'نہیں۔۔۔میرے انتظار میں وقت ضائع نہ کرنا۔۔۔گاؤں میں شادیاں جلد کر دی جاتیں ہیں اور مجھے جاب ملنے میں کتنا عرصہ لگ جائے، میں نہیں جانتا، اچھا رشتہ آئے تو فوراً شادی کر لینا

اور مشعار میں نے کہا تھا کہ اگر ہمارے والدین مان گے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم اچھے دوست رہے گے۔۔۔میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ ہمارے درمیان کچھ کامن نہیں ہے۔۔۔تمہارے میرے خیالات میں بہت فرق ہے، ہم دونوں میں بہت جلد اختلافات شروع ہو جائیں گے' اشہل نے بہانہ بناتے ہوئے کہا

'مگر آپ نے خود کئی بار کہا ہے کہ میں آپ کو اچھی لگتی ہوں' مشعار نے کہا

'اچھی لگنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہم دونوں کے درمیان انڈرسٹینڈنگ ہے۔۔۔میں اگلے پانچ سال تک شادی کا سوچ بھی نہیں سکتا ہم صرف کلاس فیلو ہیں اور بعد میں اچھے دوستوں کی طرح کبھی کبھی مل بھی لیا کریں گے اچھا خیر چھوڑو۔۔۔نوٹس لائی ہو' اشہل نے بات ختم کرتے ہوئے کہا

'جی لائی ہوں۔۔۔ میں خود کو آپ کے رنگ میں ڈھال لوں گی' مشعار نے بھیگی پلکوں سے اسے نوٹس دیتے ہوئے کہا

'چلو دیکھتے ہیں۔۔۔ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا' اشہل نوٹس لے کر چلا گیا اور مشعار وہی کھڑی سوچتی رہی۔۔۔

امتحانوں کے بعد وہ واپس مظفر گڑھ آ گئی اور اشہل کا فون نمبر اور گھر کا ایڈریس بھی نہیں لیا۔۔۔اس کا دل ٹوٹ چکا تھا۔۔۔آس ختم ہو گئی تھی۔۔۔گھر پہنچی تو اس کی چھوٹی بہن کی شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں جو صرف مڈل پاس تھی۔۔۔بہن کی شادی کے بعد اس کے چھوٹے بھائی کی بھی شادی ہو گئی۔۔۔اس کے لیے کوئی رشتہ نہ آیا اور آتا بھی کیسے۔۔۔گاؤں میں اتنا پڑھا لکھا کوئی نہ تھا اور جو چند ایک بی اے پاس تھے ان کے والدین اتنی پڑھی لکھی لڑکی سے شادی کے لیے تیار نہ تھے، سب اس کی تعریف تو کرتے مگر اپنے بیٹے یا بھائی کے لیے رشتے کی بات نہ کرتے۔۔۔پھر اس کی ماں اور ان پڑھ بھابھی نے اس کی زندگی اجیرن کر دی کہ شادی کی عمر گزر گئی ہے، لیکن نوکری کی عمر تو نہیں گزری اس لیے وہ شہر جا کر نوکری کر لے۔۔۔چار پیسے جمع کر لیں تو گھر والوں کے کام آئیں گے یہاں گاؤں میں رہ کر زندگی برباد کر رہی ہو۔۔۔ماں نے تنگ آ کر کہنا شروع کر دیا مگر وہ لاہور نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔ایک تو اسے وہاں رہائش کا مسئلہ تھا دوسرے اسے لاہور میں ہر طرف اشہل نظر آتا تھا مگر اس کی ماں اسے گاؤں سے ہر حال میں نکالنا چاہتی تھی تاکہ وہ لوگوں کی باتوں سے بچی رہے اور چار پیسے بھی جمع کر لے اس کی ماں جانتی تھی کہ شہر میں بڑی عمر کی لڑکیوں کے بھی رشتے مل جاتے ہیں اور ان کی آسانی سے شادی بھی ہو جاتی ہے۔۔۔وہ اس کی شادی کرانا چاہتی تھی مگر گاؤں میں اس کے جوڑ کا کوئی لڑکا نہیں تھا یا پھر اس کے لیے کسی نے پوچھا نہیں تھا، وہ تو کسی سے بھی شادی کر لیتی اس کی کوئی شرط نہیں تھی مگر کسی نے نہیں پوچھا۔۔۔

'تو شہر کیوں نہیں چلی جاتی وہاں جا کر نوکوی تلاش کر۔۔۔اپنے ساتھ کا لڑکا دیکھ کر شادی بھی کر لے' ماں نے کہا

'نوکری تلاش کرنے میں کچھ وقت لگتا ہے۔۔۔اتنے دن کہاں رہوں گی' مشعار نے کہا

'تو یہاں رہی تو بھرجائی تیرا دماغ خراب کر دے گی۔۔۔' ماں نے سمجھایا

’دماغ تو میرا خراب ہو چکا ہے۔۔۔میں خود یہاں سے نکلنا چاہتی ہوں مگر شہر میں کہاں رہوں‘ مشعار نے کہا
’اپنی کسی سہیلی کے گھر میں ٹھہر سکتی ہو‘ ماں نے کہا
’ہاں یاد آیا۔۔۔میں نوشین کے گھر ٹھہر سکتی ہوں مگر اسے فون کہاں سے کروں‘ مشعار نے کہا
’نکڑ والی دوکان پر فون لگا ہے وہاں سے کر سکتی ہو۔۔۔میں تیرے ساتھ چلتی ہوں مگر تیری بھرجائی کو پتہ نہیں چلنا چاہیئے ماں نے کہا
’ٹھیک ہے چلتے ہیں۔۔۔‘ مشعار فوراً تیار ہو گئی
دونوں نے چادر اوڑھی اور بازار میں آ کر لاہور فون کیا
’یار۔۔۔شکر ہے تمہارا فون آ گیا ہے ورنہ میں ریڈیو پر تمہاری گمشدگی کا اعلان کروانے والی تھی‘ نوشین نے فون اٹھاتے ہی اس کی آواز سن کر کہا
’ریڈیو پر کیوں‘ مشعار نے ہنستے ہوئے پوچھا۔۔۔
ماں نے دیکھا کہ کتنے دنوں بعد وہ ہنسی تھی اس کے لیے شہر ہی ٹھیک ہے جب کوئی اپنی جگہ چھوڑ کر کہیں اور چلا جاتا ہے تو واپسی پر اسے اپنا مقام نہیں ملتا۔۔۔ماں نے سوچا
’میں نے سنا ہے کہ گاؤں کے لوگ ریڈیو بہت شوق سے سنتے ہیں‘ نوشین نے بتایا
’غلط سنا ہے، اب لوگ ٹی وی دیکھتے ہیں‘ مشعار نے ہنستے ہوئے کہا
’مجھے تو یہ ڈر تھا کہ اگر تم فوت بھی ہو گئی تو اطلاع نہیں دو گی‘ نوشین نے کہا
’ظاہر ہے مرنے کے بعد کون اطلاع دے سکتا ہے۔۔میں بازار میں آ کر فون کر رہی ہوں۔ مجھے بتاؤ اگر میں لاہور آتی ہوں تو میرے رہنے کا بندوبست کر سکتی ہو۔۔‘ مشعار نے مطلب کی بات کی
’سامنے ہوتی تو گلا دبا دیتی۔۔۔میرا اتنا بڑا گھر کس لیے ہے‘
’تمہارے امی ابو‘
’وہ انگلینڈ گے ہوئے ہیں۔۔۔تم کل تک میرے پاس پہنچ جاؤ‘
’کل تک تو نہیں لیکن جلد آنے کی کوشش کروں گی۔۔۔ مجھے بس سٹاف پر کون لینے آئے گا‘ مشعار نے پوچھا
’ہم بذات خود۔۔۔بنفس نفیس بس سٹاف پر موجود ہوں گے۔۔۔بس ہماری چھوٹی سی درخواست ہے کہ ہمارے لیے کڑھائی کے کرتے لانا نہ بھولئے
اور اگر تم زیادہ تعداد میں لاتی ہو تو بکوا بھی دوں گی‘ نوشین نے کہا
’کتنے لے آؤں‘ مشعار نے پوچھا
’جتنے لا سکتی ہو‘

’سو کے قریب لے آؤ‘ مشعار نے ہنس کر کہا

’لے آؤ۔۔۔ بک جائیں گے‘ نوشین نے کہا

’میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ اتنے خرید سکوں‘ مشعار نے بتایا

’میں منی آڑ در کے زریعے پیسے بجھوا دیتی ہوں‘ نوشین نے کہا

’ارے نہیں میں مذاق کر رہی تھی۔۔۔ تھوڑے بہت لے آؤ گی۔۔۔‘ مشعار نے کہا

’مجھے دس سوٹ چاہیئے۔۔۔ بیس کے قریب اور لے آنا‘

’اچھا بابا لے آؤں گی۔۔۔ مجھے وہاں نوکری بھی چاہیئے

’نوکری بھی مل جائے گی اور بولو۔۔۔ اور کیا شرائط ہیں تمہاری لاہور آنے کے لیئے‘

’اچھا اب آنے سے پہلے فون کر دوں گی اور وقت پر بس سٹاف پر پہنچ جانا۔۔۔ میں لاہور کے راستے زیادہ نہیں جانتی‘

’میں وقت سے پہلے پہنچ جاؤں گی‘

’بہت مہربانی اور اللہ حافظ‘ اس نے فون بند کر دیا۔۔۔ وہ خوش ہوگئی اور ماں بھی مطمئن ہوگئی کہ اب وہ گاؤں سے دور رہے گی تو باتیں بھی سننے کو نہیں ملے گی۔۔۔ وہ سارا راستہ سوچتی رہی کہ نوشی کتنا مزے کا بولتی ہے۔۔۔ اس کی اک اک بات پر قہقہ لگانے کو دل چاہتا ہے۔۔۔ میں کب ایسے جملے بول سکوں گی۔۔۔ شائد کبھی بھی نہیں۔۔۔ مشعار نے خود سے کہا

’لو جی تمہارے سارے کپڑے بھی بک گے اور اگلے مہینے سے تمہاری نوکری بھی شروع ہو جائے گی‘ نوشین نے کہا

’یہ سب کچھ تمہاری کوششوں سے ہوا ہے۔۔۔ ورنہ یہاں کون مجھے جانتا ہے‘ مشعار نے تشکر بھری آواز میں کہا

’تمہارے مارکس اتنے اچھے تھے کہ انہیں نوکری دینی پڑی‘ نوشین نے کہا

’مگر میں انٹرویو میں ایک لفظ بھی نہیں بول سکی‘ مشعار نے بتایا

’انھیں تم سے حساب کتاب کا کام لینا تھا کوئی کمنٹری نہیں کرانی تھی۔۔۔ نوشین ہنستی چلی گئی۔۔۔ وہ بھی ہنسنے لگی

’حساب کتاب میں تم خاصی تیز ہو پھر تمہارا رزلٹ ان کے سامنے تھا۔۔۔ نوکری کرو گی تو confidence بھی آ جائے گا‘

’مجھے تو یقین نہیں ہے۔۔۔ مگر تم کہہ رہی ہو تو مان لیتی ہوں۔۔۔‘

’مان لو۔۔۔ اور پھر میں ہوں نا تمہارے ساتھ‘ نوشین ابھی بھی اس کے لائے ہوئے سوٹ دیکھ رہی تھی

’ایک تم ہی تو ہو جس کے بھروسے پر دوبارہ لاہور آ گئی ورنہ اس شہر نے مجھے بہت رلایا ہے، عمر بھر کے دکھ دیئے ہیں میرا تو دل ہی بھر گیا تھا لاہور سے‘ مشعار نے اداسی سے کہا

’اس میں لاہور کا کوئی قصور نہیں ان دنوں تم ہی ہواؤں پر سوار تھی۔۔۔ ہوائیں محسوس کرنے کے لیے ہوتی ہیں سفر کرنے کے لیے

نہیں۔۔۔جس کسی نے ہواؤں پر سفر کیا۔۔۔ہمیشہ زمین پر منہ کے بل گرا۔۔۔اشہل کبھی بھی تمہارے لیے سئریس نہیں تھا اور وہ درمیانے درجے کا سٹوڈنٹ تھا۔۔۔تم نے نوٹس بنا بنا کر اسے سپون فیڈ نیگ کا عادی بنا دیا تھا۔۔۔بس جب تک اسے تمہاری ضرورت تھی وہ تمہیں استعمال کرتا رہا،تم سے کام لیتا رہا اور جب اس کا کام نکل گیا تو وہ بھی نکل گیا۔۔۔تم جانتی ہو اب وہ اپنی کزن سے شادی کر رہا ہے کیونکہ وہ ایک امیر خاندان سے تعلق رکھتی ہے جبکہ تمہیں کہتا رہا کہ وہ ابھی شادی نہیں کرے گا۔۔۔جاب تلاش کرے گا۔۔۔ایسے لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا' نوشین نے کہا

'میں گاؤں کی پینڈو لڑکی۔۔۔میں کیا جانوں شہر کی چالاکیاں۔۔۔اس نے شادی کا وعدہ کیا تھا،مکر گیا تو میں کیا کر سکتی ہوں' مشعار نے بے بسی سے کہا

'چلو دفعہ کرو۔۔۔زندگی کا تجربہ سمجھ کر بھول جاؤ اور دوبارہ ایسے شخص پر اعتبار نہ کرنا' نوشین نے کہا

'اعتبار کرنا یا نہ کرنا۔۔۔کیا اپنے اختیار میں ہوتا ہے' مشعار نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا

'سب کچھ اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔۔۔انسان کبھی بھی بے بس نہیں ہوتا' نوشین نے فلاسفی جھاڑی

'یہی تو بات ہے کہ شہر کی لڑکیاں گاؤں کے لڑکوں سے بھی زیادہ ہوشیار ہوتی ہیں۔۔۔ہم تو پٹاخا بھی پھٹے تو کمرے میں بھاگ کر چھپ جاتی ہیں۔۔۔

میرے اندر کب اتنا confidence پیدا ہو گا کہ میں انکھوں میں انکھیں ڈال کر بات کر سکوں گی'

'ابھی بھی تمہارے اندر بہت confidence ہے تم نے جلد بازی کی تھی اشہل کے معاملے میں۔۔۔وہ تو شیریں کے پیچھے بھی پڑا تھا۔۔۔ایسے لڑکے ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔۔۔اس بار میں تمہارے لیے لڑکا تلاش کروں گی۔۔۔تمہاری کوئی پسند وغیرہ ہے تو پہلے ہی بتا دو نہیں۔۔۔میرا مطلب ہے کہ گاؤں میں یا کہیں اور' نوشین نے ہنستے ہوئے پوچھا

'میں نے زندگی میں صرف اشہل کو پسند کیا ہے مشعار نے کہا

'بھول بھی جاؤ اسے وہ تمہارے قابل نہیں تھا۔۔۔میں تو اس کی شادی پر بھی تمہاری وجہ سے نہیں جا رہی ہوں'

'تمہاری جیسی دوست مجھے کہاں ملے گی'

'تمہارے سامنے بیٹھی ہوں۔۔۔تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے' نوشین نے ہنستے ہوئے کہا تو مشعار بھی ہنس پڑی

مشعار کو اپنی جاب بہت پسند آئی تھی وہ لیڈیز ہوسٹل شفٹ ہو چکی تھی۔۔۔گھر بھی اس نے پیسے بھجنے شروع کر دیئے تھے سب کچھ ٹھیک ہو چکا تھا۔۔۔شادی میں سب کلاس فلوز جمع ہوئے تھے مگر اسے نہیں بلایا گیا۔۔۔اسے اتنا دکھ ہوا کہ اس کا دل ہی پاکستان سے بھر گیا۔۔۔پھر اس نے کینیڈا کی امیگریشن کے لئے اپلائی کر دیا۔کچھ عرصے بعد اسے کینیڈا کی امیگریشن مل گئی اور وہ سب کچھ چھوڑ کر یہاں آ گئی۔پہلا ایک مہینہ اس نے نوشین کی کزن رعنا کے گھر میں stay کیا۔۔۔فیکٹری میں نوکری ملی تو ایک بیسمنٹ کرائے پر لے

لیا۔۔۔پھراس نے رات دن ایک کر دیا۔۔۔اگلے پانچ سالوں میں وہ خود کو یہاں کے ماحول میں ایڈجسٹ کر چکی تھی۔۔۔سب کچھ بھول کر ایک نئی زندگی گزار رہی تھی۔۔۔گھر والوں کے لئے ہر مہینے پانچ سو ڈالرز سے لے کر ہزار ڈالرز تک بھیج دیتی تھی۔۔۔گھر والے بھی خوش تھے اور وہ بھی اپنی دینا میں مگن تھی مگر آج اشہل کے فون نے اس کی زندگی میں ہل چل مچا دی جیسے پرسکون پانی میں کوئی پتھر پھینک دے تو پانی بے سکون ہو جاتا ہے۔۔۔وہ بھی بے چین، بے قرار ہو گئی۔۔۔اشہل نے ایک ہفتے تک دوبارہ فون نہیں کیا مگر مشعار نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے فون کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

پھر دس دنوں کے بعد اشہل کا فون آ گیا

اشہل نے فون کرنے کے بعد عجیب سا سوال سب سے پہلے اس نے پوچھا۔۔۔

’تم اکیلی رہتی ہو۔۔۔‘

’ایسے پرسنل سوال پوچھ کر آپ privacy میں مداخلت کر رہے ہیں۔۔۔پھر بھی بتائے دیتی ہوں کہ اکیلی رہتی ہوں‘

’تنہائی محسوس نہیں ہوتی۔۔۔‘اس نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا

’فرصت ملے گی تو تنہائی محسوس کروں گی، دن رات کا پتہ ہی نہیں چلتا۔۔۔اس لئے اکیلی تو نہ ہوئی پھر انسان کے اندر ایک دنیا آباد ہوتی ہے۔۔۔وہ اسے تنہا نہیں رہنے دیتی‘

’اب تم باتیں کرنا جان گئی ہو‘ مجھے بلا لو تنہائی دور ہو جائے گی‘اشہل نے اچانک کہا

مشعار کا دل آج اسی طرح دھڑکا۔۔۔جس طرح اس کے اظہار پر پہلی بار دھڑکا تھا۔۔۔پچھلے پانچ سالوں میں نہ اسے تنہائی کا احساس ہوا نہ اس انداز سے دل ڈھڑکا، وہ بہت دیر تک خاموش رہی‘

’آپ نے یہاں آکر کیا کرنا ہے۔۔۔وہاں آپ کے پاس نوکری ہے۔۔۔گھر ہے۔۔۔والدین ہیں۔۔۔بیوی ہے‘

’ایک وقت آتا ہے جب انسان صرف اپنے لئے سوچتا ہے‘

’اپنے لیے۔۔۔عجیب بات ہے مگر آپ اپنے لئے کیا سوچ رہے ہیں‘

’کینیڈا آکر پہلے نوکری کر کے چار پیسے کماؤں گا۔۔۔بعد میں بزنس کروں گا تا کہ بڑا آدمی بن سکوں‘

’بڑا آدمی بننا ہر کسی کیلئے مختلف معنی رکھتا ہے کوئی پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بنتا ہے کوئی پیسہ جمع کر کے بڑا آدمی بنتا ہے اور کوئی دوسروں کی خدمت کر کے بڑا آدمی بنتا ہے جیسے ایدھی صاحب۔۔۔بڑا آدمی بننا چاہتے ہیں یا کامیاب آدمی۔۔۔‘

’تم تو فلاسفر بن گئی ہو۔۔۔زبردست بات ہے‘

’ایسی بھی زبردست بات نہیں ہے۔۔۔عام سی خاتون ہوں‘

’مگر میرے لئے تمھاری بہت اہمیت ہے۔۔۔‘

’اس لئے مجھ سے زیادہ اہمیت والی لڑکی سے شادی کر لی اور مجھے بغیر وجہ کے چھوڑ دیا تھا‘

’چھوڑا کب ہے۔۔۔دوست تو ہمیشہ ساتھ ہی رہتے ہیں اب تم مجھے کینیڈا بلا لو تاکہ اکٹھے رہنے کا پروگرام بنا سکیں‘

’کیسے بلا لوں۔۔۔طریقہ کار ہوتا ہے تم امیگریشن کے لئے اپلائی کرو اگر تم ان کی تمام شرائط پر پورا اترے تو خود بخود امیگریشن مل جائے گی‘ مشعار نے کینیڈا آنے کا طریقہ کار بتاتے ہوئے کہا

’کتنے سال لگیں گے‘ اشہل نے پوچھا

’یہی تین سے پانچ سال‘ مشعار نے بتایا

’کیسی باتیں کرتی ہو۔۔۔میں تین سے پانچ ماہ میں کینیڈا آنا چاہتا ہوں تم سالوں کی بات کر رہی ہو۔۔۔میں تم سے ملنے کے لیے پل پل گن رہا ہوں۔۔۔تم سے ملنے کے لیے بے چین ہوں، انتظار نہیں کر سکتا‘ اشہل نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

مشعار کا دل اب اس کے اختیار سے باہر ہو رہا تھا، اس سے بات کرنی مشکل ہو رہی تھی۔۔۔اور اسے اچھا لگ رہا تھا کہ وہ اس کے پاس آنے کے لیے بے چین ہو رہا ہے اور وہ محبت میں اس حد تک بھی جا سکتا ہے کہ اس کے لیے ملک چھوڑنے کو تیار ہے

’میں یہاں امیگریشن منسٹر نہیں لگی ہوں کہ تمہاری خاطر پالیسی بدل دوں‘

’مجھے کینیڈا آنا ہے اور طریقہ تم نے سوچنا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ تمھیں طریقہ آتا بھی ہے اور میں زیادہ عرصہ تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا بس جتنی جلدی ہو سکے۔۔۔مجھے بلا لو‘

’مجھے امتحان میں مت ڈالو۔۔۔میں بہت اچھی زندگی گزار رہی ہوں۔۔۔مجھے ایڈونچر پہلے بھی پسند نہیں تھا اور اب بھی نہیں اور مجھے ایڈونچر راس بھی نہیں آتا۔۔۔اٹھائیس سال کی ہوگئی ہوں۔اس عمر میں زندگی پرسکون اچھی لگتی ہے‘ مشعار نے کہا

’ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے ابھی تم نے شادی کرنی ہے۔۔۔گھر بسانا ہے‘

’گھر بسانے کے لئے ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے اور میری زندگی میں تمہارے بعد کوئی نہیں آیا‘ مشعار نے سچ بولا

’اور نہ کوئی آئے گا‘ اشہل نے جملہ مکمل کیا

مشعار پر عجیب نشہ سا چھا رہا تھا۔اس کی آواز میں کتنا سرور ہے وہ بولتا رہے اور میں سنتی رہوں اور ساری عمر بیت جائے۔۔۔کیا ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔کیسے ہو سکتا ہے وہ تو شادی شدہ ہے

’ہر بات کا۔۔۔ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔۔۔وقت سے پہلے اور وقت کے بعد کچھ نہیں ملتا مشعار نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا

’مجھے فلسفہ نہیں چاہیئے، مجھے وہاں تمہارے پاس آنا ہے تمہاری اور اپنی تنہائی دور کرنی ہے اور خود کو تنہا نہ سمجھو۔۔۔میں ہوں نا تمھارا۔۔۔دوست۔۔۔ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں‘ اشہل نے اسے باتوں میں پھنساتے ہوئے کہا

’ہم ایک دوسرے کو جانتے تو ہیں مگر ایک دوسرے کے ساتھی نہیں بن سکتے کیونکہ تم کسی اور کے ہو چکے ہو مشعار نے دل کی بات کہی

’غلطیاں ہو جاتی ہیں۔۔‘

’کیا مطلب۔۔۔شادی غلطی ہوتی ہے‘ اسے یہ بات اچھی لگی

’بس کچھ بھی کہہ لو۔۔ مجھے اب یہاں نہیں رہنا کینیڈا آنا ہے۔۔۔تم مجھ سے شادی کر کے فورا بلا لو‘اشہل نے تیزی سے کہہ دیا

’شادی۔۔۔شادی کیسے ہوسکتی ہے۔۔۔یہ کیسے ممکن ہے۔تم شادی شدہ ہو۔۔۔‘

’میں ظاہر نہیں کروں گا۔۔‘

’پتا چل سکتا ہے۔۔۔یہ گورے لوگ جھوٹ برداشت نہیں کرتے‘

’جھوٹ کیا ہے۔ہم دونوں شادی کریں گے۔۔۔‘

’اور تمھاری پہلی بیوی،

’اسے تم بھول جاؤ‘

’میں اسے کیوں یاد رکھنے لگی۔۔۔تمہیں بھولنا ہوگا۔۔۔میں تو اسے جانتی تک نہیں۔۔۔فی الحال میں کوئی وعدہ نہیں کرتی۔۔۔ابھی سوچوں گی۔۔۔‘

’سوچ لو لیکن فیصلہ میرے ہی حق میں ہونا چاہیئے‘

پھر دونوں نے فون بند کر دیا۔۔۔مشعار دوبارہ اس کی باتوں کے سحر میں کھو رہی تھی۔۔۔وہ آسمان پر اڑ رہی تھی۔۔۔ساری رات وہ اس کی باتوں میں کھوئی۔۔۔سوتی جاگتی رہی۔۔۔اس پر عجیب نشہ سا چھایا رہا۔۔۔جب بھی اس کی انکھ کھلتی تو وہ اشہل کو اپنے پاس محسوس کرتی اور خواب وخیال تو انسان کے اختیار میں ہوتے ہی نہیں۔۔۔انسان ان خوابوں کی وجہ سے وہ سب حاصل کر لیتا ہے جو وہ جاگتی انکھوں میں حاصل نہیں کر سکتا۔۔۔خواب تو انسان کے لیے سائکوٹراپی کا کام کرتے ہیں تمام ذہنی بیماریوں اور زخموں پر خواب ہی مرہم رکھتے ہیں، جو لوگ خواب دیکھتے ہیں وہ اپنا علاج خود ہی کر لیتے ہیں مگر دن کو خواب نہیں دیکھنے چاہیئے۔۔۔دن کو حقیقت کی دنیا میں رہنا چاہیئے

’تمھارے والدین مان جائینگے۔۔۔اگر میں تم سے فون پر شادی کرتا ہوں۔۔۔‘

’والدین کی کہاں ضرورت پیش آئے گی۔۔۔اگر میں کینیڈا میں رہ کر شادی کرتی ہوں‘

’پھر ٹھیک ہے میں تم سے فون پر نکاح کروں گا۔۔۔تم مجھے سپانسر کرو گی اور میں کینیڈا آجاؤں گا۔۔۔بس اتنی سی کہانی ہے‘

’کہانی اتنی آسان بھی نہیں۔۔۔ویسے بھی کہنا آسان ہوتا ہے۔۔۔کرنا اور نبھانا مشکل‘ مشعار نے کہا

’بس اگلے جمعہ کو ہم شادی کر رہے ہیں‘ اشہل نے پلان بنایا

’میں ایک بار پہلے بھی تم سے دھوکا کھا چکی ہوں۔اب دوبارہ دھوکا کھانا نہیں چاہتی مشعار انے کہا

’پچھلی باتیں جانے دو۔۔۔اگر ہم سوچنے لگ گے کہ کس نے کس کو دھوکہ دیا ہے تو نتیجہ کچھ نہیں نکلے گا ویسے بھی انسان سوچ سمجھ کر بھی فیصلہ کرے تو بھی غلط ہوسکتا ہے، کب کہاں کس سے غلطی ہو جائے کہا نہیں جا سکتا۔۔۔سوچ سمجھ کر کیے فیصلے اور اتفاق سے کیے

فیصلے۔۔۔کوئی کامیابی کی ضمانت نہیں دے سکتا‘ اشہل نے کہا

’کیا میں پوچھ سکتی ہوں آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں یا کینیڈا آنا چاہتے ہیں‘ مشعار نے پوچھا

اگر دونوں باتیں ہوں تو۔۔۔کیا فرق پڑتا ہے‘ اشہل نے کہا

’بہت فرق پڑتا ہے۔۔۔دونوں باتوں میں بہت فرق ہے‘ مشعار نے کہا

’میرے لیے دونوں باتیں برابر ہیں‘ اشہل نے کہا

’اب تم مجھے دوبارہ کنفیوز کر رہے ہو۔۔۔ابھی بہت رات ہوگئی ہے مجھے سونا بھی ہے‘ مشعار نے فون بند کر دیا

اشہل سوچ میں پڑ گیا۔۔۔یہ لڑکی تو بہت سمجھدار ہوگئی ہے۔۔۔آسانی سے قابو آنے والی نہیں ہے پہلے تو صرف ایک بار دیکھ ہی لیتا تھا تو ڈھیر ہو جاتی تھی فون کر لیتا تھا تو چہک اٹھتی تھی۔۔۔خیر قابو تو اب بھی آجائے گی، کچھ وقت لے گی مگر مان جائے گی۔۔۔جائے گی کہاں اگر جانا ہوتا تو اب تک شادی کر چکی ہوتی۔ابھی تک میرے خواب دیکھ رہی ہے۔۔۔میرا خیال ہے چند دنوں میں مان جائے گی۔مجھے بھی تھوڑا صبر کرنا چاہیئے اشہل نے خود کو سمجھاتے ہوئے کہا

آج اس نے اپنی دوست فرح احمد کو فون کیا جو کینیڈا میں ہی پیدا ہوئی اور یہی تعلیم حاصل کی۔آجکل ایک کامیاب وکیل کے طور پر کمیونٹی میں جانی پہچانی جاتی تھی۔۔۔مجھے اس سے مشورہ کرنا چاہیئے

مشعار نے فون کرنے کے بعد سب سے پہلے اپنا یہی مسئلہ اسکے سامنے رکھا۔

’یار میرا کلاس فیلو مجھ سے شادی کر کے یہاں آنا چاہتا ہے بار بار فون کر رہا ہے مشعار نے کہا

’پاکستانی نوجوان طبقہ اپنے ملک کے کرپٹ حکمرانوں سے پریشان ہے۔۔۔انھیں پاکستان میں اپنا فیوچر نظر نہیں آتا۔۔۔تمہارا کلاس فیلو بھی اس لیے یہاں آنا چاہتا ہوگا‘ فرح نے کہا

فرح ٹھیک کہہ رہ تھی مگر اس نے گول مول سا جواب دیا

’غلط پالیسیوں کی وجہ سے پاکستانی اپنی حکومت سے مایوس ہو چکے ہیں اس لیے باہر آنا چاہتے ہیں۔۔۔ویسے مجھے کیا کرنا چاہیے؟

’کیسا انسان ہے۔۔۔تمہیں کتنا پسند ہے اور اسے تم کتنی پسند ہو‘ فرح نے بہت سے سوال ایک سانس میں ہی پوچھ لیے

’پاکستان میں کسی پرائیویٹ فرم میں ملازم ہے۔۔۔مجھے ایک زمانے میں پسند تھا۔۔۔پھر اسکی شادی ہوگئی اور میں کینیڈا آ گئی‘

’اگر شادی شدہ ہے تو بچے بھی ہوں گے‘

’کہہ رہا ہے کہ بچے نہیں ہیں۔۔۔بیوی سے بنی نہیں۔۔۔ملازمت سے مطمئن نہیں۔۔۔پاکستان چھوڑنا چاہتا ہے‘

’پھر تو ٹھیک ہے اگر وہ بیوی چھوڑ چکا ہے۔۔۔تم اسے پہلے سے جانتی ہو۔۔۔تمہیں پسند بھی ہے۔میرا خیال ہے شادی کر لو‘

’ڈرتی ہوں پھر دھوکہ نہ کھا جاؤں‘

' اگر پہلے اس سے دھوکہ کھا چکی ہو تو پھر اس سے دوبارہ کیوں بات کر رہی ہو'

'نہیں۔۔۔دھوکہ تو نہیں کہہ سکتی اس وقت اس کے والدین نہیں راضی ہوئے تھے' مشعار نے بات بنائی

'انسان زندگی میں کسی وقت بھی دھوکہ کھا سکتا ہے۔۔۔شادی ویسے بھی ہار جیت کے گرد گھومتی ہے۔۔۔شادی کی کامیابی کے لیے کوئی گارنٹی نہیں دی جا سکتی پھر عورت کو مرد اور مرد کو عورت کی ضرورت اور تلاش رہتی ہے۔۔۔اب تم اچھی نوکری کر رہی ہو۔۔۔اسے سہارا دے سکتی ہو۔۔۔وہ یہاں آ کر سال دو سال تک پڑھ کر اچھی نوکری حاصل کر سکتا ہے نہ کوئی ساس نہ کوئی نند۔۔۔تم دونوں اکیلے ہو گے تو زندگی اچھی گزر سکتی ہے' فرح نے کہا

'شادی کے لیے کیا شرائط رکھوں؟

'شادی شرائط کے بغیر کرنی چاہیے'

'ٹھیک کہتی ہو تم۔۔۔پھر ہاں کہہ دوں'۔۔۔

'بلکل کہہ دو۔۔۔میں تمھارے ساتھ ہوں، فون پر نکاح کرو۔اسے سپانسر کرو پھر کینیڈا میں ایک ریسپشن دے کر شادی کا اعلان کر دینا۔۔۔اپنے سب دوست احباب جاننے والوں کو انوائیٹ کرنا۔۔۔مجھے بلانا نہ بھولنا' فرح نے ہنستے ہوئے کہا

اس نے بھی ہنستے ہوئے فون بند کر دیا

ائیر پورٹ پر مشعار انتظار کرتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ دینا میں کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ جسے چاہا جائے وہ مل بھی جائے، بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ وہ اسے مل گیا ہے۔۔۔گو کہ بہت مدت بعد ملا اور کئی مشکلات راستے میں آئیں مگر دعائیں رائگاں نہیں جاتیں، اس نے دعا تو نہیں مانگی تھی کہ وہ اسے مل جائے مگر خواہش ضرور کی تھی کہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ وہ اس سے رابطہ کیے بناء رہ نہ سکے اور پھر ایسا ہی ہوا۔۔۔ وہ خود اس کے پیچھے آیا، اب اسے بے چینی لگی ہوئی تھی کہ کب اشہل باہر آئے اور اس سے ملاقات کرے۔۔۔کتنے سالوں بعد اسے دیکھے گی اور اس بات پر ہی فخر محسوس کر رہی تھی کہ خود اس کی زندگی میں واپس آیا ہے اور اس کے علاوہ اس کے دل کو کوئی اور نہیں بھایا۔۔۔جانے کیسا ہو گیا ہو۔۔۔اس کی بے چینی قابل دید تھی۔۔۔وہ اپنی وین ساتھ لائی تھی۔۔۔اسے یقین تھا کہ اشہل بہت سا سامان ساتھ لایا ہو گا۔۔۔کیونکہ پاکستانیوں کو سامان اکٹھا کرنے کا بہت شوق ہوتا ہے، کسی دوسرے شہر میں دو دن کے لیے بھی جانا ہو تو احتیاطً ایسا سامان بھی ساتھ رکھ لیتے ہیں جس کی ضرورت نہیں ہوتی۔۔۔یہی سوچ کر وہ وین ساتھ لائی تھی ورنہ وہ اپنی پسندیدہ کرولا میں آتی۔ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ اشہل سامنے آ گیا۔۔۔شاندار، سمارٹ، ہنستا مسکراتا۔۔۔اس نے گرے سوٹ پہنا ہوا تھا۔۔۔وہ بہت اچھا لگ رہا تھا

'اسلام علیکم مجھے اشہل کہتے ہیں'۔۔اس سے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا

'مجھے مشعار کہتے ہیں۔آپ سے مل کر اچھا لگا' مشعار نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔۔۔پھر دونوں نے قہقہ لگایا۔

’ارے تم مزید سمارٹ خوبصورت اور گریس فل ہوگئی ہو۔۔۔‘اس نے گہری نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

اس نے بلیک ویلوٹ کی شرٹ گرے کاٹن کی پینٹ اور بہت خوبصورت سکارف گلے میں ڈالا ہوا تھا۔اس کا قد اور بھی نمایاں لگ رہا تھا

’سامان ہم دونوں کو مل کر وین میں رکھنا ہوگا۔۔۔‘مشعار نے کہا

’میں جانتا ہوں۔۔۔تم رہنے دو، میں خود رکھ لوں گا‘اشہل نے کہا

دونوں نے مل کر بیگ اور اٹیچی وین میں رکھے اور مشعار نے محسوس کیا کہ اس کے پاس زیادہ سامان نہیں تھا۔۔۔نہ اسے گلے لگایا نہ گلے لگاتے ہوئے

بالوں میں منہ چھپا کر سرگوشی کی کہ تم مجھے بہت یاد آتی رہی ہو۔۔۔وہ تو بہت کچھ سوچ کر آئی تھی مگر اس نے اظہار نہیں کیا اور وہ جھجک کی وجہ سے خود کچھ کہہ نہیں سکی۔۔۔ہوسکتا ہو وہ تھکا ہو یا پھر سر عام پاکستانی اظہار بھی کرتے ہوئے جھکتے ہیں چاہے امریکہ یا کینیڈا میں ہی رہ رہے ہوں۔۔۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے مشعار نے کہا۔۔۔۔

’سامان بہت کم اپنے ساتھ لائے ہو۔۔۔مجھے تو امید تھی کہ ایک دو اٹیچی تو میری چیزوں سے ہی بھرے ہوں گے۔۔۔خیر سیٹ بیلٹ باندھ لو۔۔۔ورنہ بہت بڑی ٹکٹ مل سکتی ہے‘مشعار نے کہا

’مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ تمہارے لیے کیا خریدوں کیونکہ سب کچھ تو یہاں مل جاتا ہے۔۔۔ویسے چند ایک چیزیں لایا ہوں جو تمھیں اچھی لگیں گی‘اس نے سیٹ بلٹ باندھتے ہوئے کہا

وہ اسے سیدھی اپنے اپارٹمنٹ پر لے آئی۔۔۔اور جب اس نے گاڑی روکی تو اس نے کہا

’وہ دراصل مجھے اپنے دوست کی طرف ٹھہرنا ہے‘اشہل نے کہا

’کیوں۔۔۔دوست کے گھر کیوں۔۔۔اپنے گھر کیوں نہیں۔۔۔‘مشعار نے پوچھا

’اپنا گھر۔۔۔کونسا اپنا گھر۔۔‘اشہل نے حیرت سے کہا

’میرا اپارٹمنٹ۔۔۔ہم دونوں کے لئے کافی ہے اچھا خاصا بڑا ہے۔۔۔تمہیں پسند آئے گا۔مشعار نے کہا

’ہم دونوں ایک گھر میں کیسے ٹھہر سکتے ہیں۔۔۔‘

’کیوں نہیں ٹھہر سکتے۔۔۔ہمیں مذہب اور قانون دونوں اجازت دیتے ہیں۔۔۔ہمارا نکاح ہوا ہے‘مشعار نے کہا

’وہ تو ٹھیک ہے۔۔۔میں اس وقت بہت تھکا ہوں۔۔۔آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔۔مجھے تم اس ایڈریس پر پہنچا دو۔۔۔ہم بعد میں بات کریں گے‘۔وہ وین سے باہر نہیں نکلا۔۔۔

مشعار کچھ کہے بناء دوبارہ وین میں بیٹھ گئی۔۔۔اس کے اندر توڑ پھوڑ شروع ہوگئی۔۔۔سپنوں کا محل ٹوٹنے لگا۔۔۔اندر بھی ایک دنیا آباد ہوتی ہے۔وہ اجڑنے لگے تو دماغ میں سمٹی ہوئی چیزیں بھی بکھیرنے لگتی ہیں۔۔۔دل کی دھڑکن قابو میں نہیں رہتی۔۔۔اندر کی

دنیا کے بارے میں بتانا اور لکھنا۔۔۔بہت مشکل ہوتا ہے۔۔۔فیصلے غلط لگنے لگتے ہیں۔۔۔وہ کچھ بھی نہ کہہ سکی۔۔۔میں ہمیشہ اس سے ھار کیوں جاتی ہوں اور نہ چاہتے ہوئے بھی اشہل کو اس کے بتائے ہوئے ایڈریس پر چھوڑ آئی۔۔۔وہ وین میں بیٹھی رہی۔۔۔اشہل نے خود سامان اتارا اور بغیر سلام و دعا کے مشعار نے وین موڑی اور واپس آ گئی۔

اس نے پورا گھر سجایا ہوا تھا۔۔۔فریش پھولوں کی خوشبو سے اپارٹمنٹ بھرا ہوا تھا۔۔۔کئی قسم کے کھانے اس نے تیار کیے ہوئے تھے۔ شادی کا سوٹ بیڈ روم میں بیڈ پر پھیلا ہوا تھا۔۔۔سارے خواب اس کے بکھر کر رہ گئے۔۔۔کیا میں ایک بار پھر دھوکا کھا گئی ہوں۔۔۔اس نے سوچا اور اس کی ذہنی حالت بگڑنے لگی وہ اس وقت کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی مگر سوچیں اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں۔۔۔اس نے نیند کی گولی کھائی اور سو گئی۔۔۔اگلے دن صبح اٹھ کر آفس کے لئے روانہ ہو گئی اور اپنی دو ہفتوں کی چھٹیاں کینسل کرا دیں۔۔۔نیو فاؤنڈ لینڈ میں ہنی مون کی بکنگ بھی کینسل کرا دی اور اپنی روٹین لائف شروع کر دی۔۔۔جب جب اسے اشہل کا خیال آتا تو اسے خود پر غصہ آنے لگتا۔۔۔وہ خود کو مصروف کر لیتی ورنہ وہ بیمار پڑ جاتی اور پردیس میں بیمار ہونے کا مطلب نوکری سے محروم ہونا۔۔۔اک بار نوکری چلی جائے تو دوبارہ اس لیول کی نوکری ملنا بہت مشکل ہوتا ہے۔۔۔اس کی یاد میں کھوئے رہنا اسے بہت مہنگا پڑتا، نوکر ی جانے کے ساتھ ساتھ وہ ذہنی طور پر بھی اپ سیٹ ہو جاتی۔۔۔وہ ایک بار پہلے بھی اس کے انکار پر اور اس کی شادی کی وجہ سے اس اذیت ناک صورت حال سے گزر چکی تھی۔۔۔دوبارہ اس کیفیت میں مبتلا نہیں ہونا چاہتی تھی اس لیے وہ خود کو فارغ نہ رہنے دیتی۔۔۔رات کو بھی وہ نیند کی گولی لے لیتی اس طرح اس نے خود کو سنبھالا اور اپنے آپ پر قابو پایا۔۔۔اس نے سائیکالوجی پر جتنی بھی کتابیں پڑھی ہیں، سب میں ایک ہی بات پر زور دیا ہے کہ ڈپریشن، سٹریس، اداسی، تنہائی سے نکلنے کا آسان ترین طریقہ یہی ہے کہ خود کو مصروف کر لو، دوستوں سے ملنے چلے جاؤ، لانگ ڈرائیو پر چلے جاؤ، واک بھی کی جا سکتی ہے، اور کچھ نہیں تو اپنی پسند کی مووی یا ڈرامہ دیکھ لو، بات تو اتنی سی ہے کہ کوئی بھی مصروفیت تلاش کر لو، بس اس صورت حال سے نکل آؤ تو ڈیپریشن سے بھی نکل آؤ گے۔۔۔

ایک ماہ بعد اشہل کا فون آیا

’سوری یار! رابطہ ہی نہیں کر سکا۔۔۔دراصل میرے دوست نے مجھے نوکری دلا دی تھی، دن رات کی ڈیوٹی۔۔۔موقع ہی نہ مل سکا کہ تم سے رابطہ کرتا‘

’آج کیسے خیال آیا‘ مشعار نے ٹانٹ کرتے ہوئے کہا

’وہ میں نے ہیلتھ کارڈ اور سن کارڈ کے لیے اپلائی کرنا ہے۔تمہارے دستخط کی ضرورت ہے۔۔۔کب آؤں سائن کرانے کے لئے‘ اشہل نے پوچھا

’شام کو ہی آ جاؤ‘ اس نے اس سے دو دو ھاتھ کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے کہا

’ٹھیک ہے شام کو آؤں گا۔۔۔کھانے وغیرہ کا تکلف نہ کرنا‘ اشہل نے کہا

’آؤ گے تو بات ہو گی کہ تمہیں کھانا دینا بھی چاہیئے یا۔۔۔‘ مشعار نے فون بند کر دیا۔

شام کو جب اشہل اس کے اپارٹمنٹ میں پہنچا تو اتنا خوبصورت اپارٹمنٹ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

'کیا تمہارا یہ اپنا ہے' اشہل نے چاروں طرف نظر ڈالتے ہوئے کہا

'جی میرا اپنا ہے اور دو اور مکان خرید کر کرائے پر دیئے ہوئے ہیں۔۔۔ مہینے کی سات ہزار ڈالرز میری تنخواہ ہے۔ مجھے تو پتہ نہیں چلتا کہ پیسہ کہاں خرچ کروں۔۔۔ سب کچھ تو میرے پاس ہے۔۔' مشعارا نے کہا

'بڑی لکی ہو۔۔' اشہل نے کہا

'نہیں۔۔۔ میں لکی نہیں ہوں کیونکہ تم جیسا شخص میری زندگی میں موجود ہے۔۔۔ بھول چکی تھی آپ کو۔۔۔ مگر میری زندگی برباد کرنے کے لیے دوبارہ میرے سامنے آگئے ہو۔۔۔ سمجھ نہیں آتی کہ تمہیں کیا کہوں' مشعار نے غصے سے کہا

'زندگی میں چند ایک لوگ ہی ایسے ہوتے ہیں، جنھیں ہم بھول نہیں سکتے۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ تمہاری زندگی میں مجھے وہ مقام حاصل ہے جسے تم بھول نہیں سکتی' اشہل نے مسکراتے ہوئے کہا

'بدقسمتی ہے میری۔۔۔ آج میں تم سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ تم میرے ساتھ کیوں رہنا نہیں چاہتے' مشعار نے پوچھا

'میں کس حیثیت سے تمہارے ساتھ رہ سکتا ہوں'

'کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رشتہ کیا ہے' مشعار نے پوچھا

'شوہر۔۔۔ مگر ہماری تو پیپر میرج تھی'

'کیا کہا تم نے پیپر میرج۔۔۔ ہماری شادی ہوئی ہے۔۔۔ پیپر میرج کا ذکر کہاں سے آگیا اور تمہیں پیپرز میرج کے بارے میں کچھ پتہ بھی ہے۔۔۔ ہم نے باقاعدہ شادی کی تھی'

'تم بھول رہی ہو جب میں نے تم سے پوچھا تھا کہ یہاں آنے کا سب سے آسان طریقہ کیا ہے تو تم نے کہا تھا کہ ایک ہی طریقہ ہے کہ تم مجھ سے شادی کر لو' اشہل نے کہا

اس کا دل چاہا کہ وہ کہے تم بکواس کر رہے ہو مگر وہ بدتمیزی نہ کر سکی

'میں ایسا کیوں کہنے لگی اور تم جانتے ہو کہ پیپرز میرج پیسے لے کر کی جاتی ہے۔۔۔ امیگریشن ایجنٹ کے ذریعے ہوتی ہے' مشعار نے کہا

'اب تم میری کلاس فیلو ہو۔۔۔ تم نے مجھ سے پیسے تو نہیں لینے تھے' اشہل نے کہا

'مگر میں نے اصل شادی سمجھ کر شادی کی ہے تم نے اپنے والدین سے بات نہیں کی تھی'

'والدین۔۔۔ میں نے تو اپنی بیوی تک سے ذکر نہیں کیا کہ ہم دونوں پیپر میرج کر رہے ہیں'

'بیوی سے۔۔۔ مگر تم تو بیوی کو چھوڑ چکے تھے۔۔۔'

'میں نے کب کہا تھا کہ میں نے بیوی کو چھوڑ دیا ہے۔۔۔ وہ تو ذرا ناراض تھی مگر آتے ہوئے میں نے اسے منا لیا تھا۔۔۔'

’تم نے مجھے دھوکا دیا۔۔۔فراڈ کیا۔۔۔‘ مشعار غصے میں آ گئی

’ایسی بات نہیں ہے۔۔۔میں نے کوئی دھوکا نہیں دیا۔۔۔تم پہلے سے جانتی ہو کہ میں شادی شدہ ہوں۔۔۔میں نے کچھ نہیں چھپایا پھر تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔۔۔محبت میں بہت کچھ کرنا پڑتا ہے‘ اشہل نے کہا

’ہاں میرا یہی قصور ہے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں اس لیے دوسری بار تم سے دھوکا کھایا ہے مشعار کی انکھیں چھلکنے کے لیے بے چین ہو رہی تھیں

’پلیز ایسے مت کہو۔۔۔ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔۔۔عزت کرتے ہیں۔۔۔میرے دل میں تمہارا بہت احترام ہے‘ اشہل نے اسے بگڑتے دیکھا تو بہت نرم پڑ گیا

’لاؤ پیپرز۔۔۔کہاں سائن کرنے ہیں، میں جانتی ہوں میرے سائن کے بغیر تم کچھ بھی نہیں کر سکتے، میں تم کو چند ماہ دے رہی ہوں، گھر میں سب سے بات کرو۔۔۔اپنی بیوی کو بتاؤ کہ تم یہاں شادی کر چکے ہو اور مجھے تمہاری بیوی پر کوئی اعتراض نہیں ہے وہ پاکستان میں رہ سکتی ہے۔۔میرے اپارٹمنٹ میں آ کر میرے ساتھ رہو اور ایک تقریب میں ہم اپنی شادی کا اعلان کر دیتے ہیں مشعار ابھی بھی اس کے ساتھ رہنا چاہتی تھی

’اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔سوچتا ہوں۔گھر والوں سے بات بھی کرتا ہوں تم ناراض نہ ہو۔۔۔ابھی مجھے تم سے بہت کام ہیں‘ اشہل کے منہ سے نکل گیا

’صرف کام کی خاطر تمہیں میری ضرورت رہتی ہے۔۔۔‘ مشعار نے پوچھا

’یار ایسے نہیں ہے۔۔۔ہم دونوں ایک دوسرے سے پسند کرتے ہیں، دونوں میں احترام کا رشتہ ہے‘ اشہل نے کہا

’مگر مجھے تمہاری ضرورت ہے۔۔۔ہماری شادی ہو چکی ہے۔۔۔حالات سیدھے کرنا تمہارا کام ہے‘ مشعار نے کہا

’اچھا اب میں چلتا ہوں‘

’کب تک فیصلہ کر لو گے‘

’بہت جلد۔۔۔فون پر بتاؤں گا اور پھر اشہل چلا گیا

اور مشعار سوچنے لگ گئی کہ اس کی آنکھوں میں میرے لئے کوئی جذبہ۔۔۔کوئی امنگ۔۔۔کوئی محبت۔۔۔کچھ نہیں تھا۔۔۔اس کی آنکھیں سب کچھ کہہ رہی تھی کہ اس کے دل میں اس کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔

دو ماہ تک مشعار کو اشہل کا فون نہیں آیا تو ایک شام اس کے دوست کے گھر چلی گئی اسے پتہ چلا کہ وہ یہاں سے چلا گیا ہے اب مشعار کے پاس اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں تھا۔اس نے رابطہ بھی نہیں کیا

دوسری طرف اشہل گھر جاتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ یہ گاؤں کی لڑکی بہت تیز ہو گئی ہے، کسی وقت بھی مسئلہ کھڑا کر سکتی ہے، اس لیے مجھے جو کچھ بھی کرنا ہے جلد کرنا ہے اور اس سے چھپ کر بھی رہنا ہوگا۔۔۔پھر اشہل غائب ہو گیا۔۔۔کتنا ہی عرصہ بیت گیا۔۔۔اس کا

اشہل سے رابطہ نہ ہوسکا۔۔۔

ویسے بھی کینیڈا میں وقت کو پر لگے ہوتے ہیں سال مہینوں میں، مہینے ہفتوں میں اور دن گھنٹوں میں گزرتے ہیں۔۔۔مشعار کو احساس ہی نہیں ہوا کہ اشہل کو کینیڈا آئے تین سال سے زیادہ کا وقت گزر چکا ہے اور، اس کی پرموشن ہوئی تو اسے دوسرے شہر جانا پڑا۔۔۔وہ یہ موقع کھونا نہیں چاہتی تھی اس لیے وہ اٹاوہ چلی گئی۔۔۔ ایک ہفتہ پہلے ہی واپس ٹورنٹو آئی تھی

آج وہ مال میں گھوم رہی تھی تو اچانک اشہل نظر آ گیا، وہ اس کی طرف بڑھی اور اسے دور سے آواز دی تو اس نے مڑ کر دیکھا تو پھر وہ غائب ہو گیا اس کے ساتھ ایک خوبصورت عورت بھی نظر آئی۔۔۔وہ بھاگ کر اس کے قریب پہنچتی مگر وہ کہیں ادھر ادھر ہو گیا۔۔۔اس نے بہت تلاش کیا مگر اسے دوبارہ نظر نہ آیا۔۔۔وہ اسے اکیلے تو برداشت کر سکتی تھی مگر کسی اور عورت کے ساتھ چاہے وہ اس کی بیوی ہی کیوں نہ ہو، دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھا۔۔۔اس نے خود سے کہا

' اگر میں نہیں تو کوئی اور بھی نہیں'۔۔۔یہ مشعار کا فیصلہ تھا۔۔۔مشعار کے اندر ایک مضبوط عورت جاگ اٹھی۔اس نے وہی مال میں کھڑے کھڑے اپنی دوست فرح کو فون کیا۔

'فرح آج میں نے اشہل کو دیکھا ہے مگر کسی اور عورت کے ساتھ۔۔۔میں نے اسے آواز دی تو اس نے مجھے مڑ کر دیکھا، مجھے دیکھ کر گھبرا گیا، اس نے عورت کو بازو سے پکڑا اور غائب ہو گیا۔۔۔اب میں اسے یہاں برداشت نہیں کر سکتی'

'کیا کرنا چاہتی ہو'

'اس نے مجھے دھوکا دیا ہے اور یہاں کے قانون کے مطابق اس کی میں بیوی ہوں'

'ہوسکتا ہے اس نے گرل فرینڈ زرکھی ہو پاکستانی اپنی تنہائی دور کرنے کے لیے گرل فرینڈ ز بھی بنا لیتے ہیں، مگر شادی وہی خاندان میں ہی کرتے ہیں،

باپردا، گھریلو، صوم وصلوات کی پابند خاتون سے، کیا دہرا معیار ہے ہمارا' فرح نے کہا

'نہیں۔۔۔وہ پاکستانی تھی اور اس کی بیوی لگ رہی تھی' مشعار نے کہا

'مگر وہ اسے بلا ہی نہیں سکتا' فرح نے کہا

'بہت طریقے ہیں۔۔۔وزٹ ویزے پر آئی ہوگی، میرے لیے اس کے پاس وقت نہیں ہے اور پاکستان سے بیوی کو بلا لیا ہے۔۔۔اب میں اسے چھوڑوں گی نہیں۔۔۔' مشعار نے کہا

'پھر بتاؤ کیا کرنا چاہتی ہو' فرح نے پوچھا

'اسے دھوکا، فراڈ کیس میں ڈیپورٹ کرانا چاہتی ہوں۔۔۔میں اسے اب یہاں برداشت نہیں کر سکتی، میرا سہارا لے کر یہاں آیا، اور مجھ سے ہی چھپتا پھرتا ہے' مشعار بہت غصے میں تھی

'سوچ لو۔۔۔تمہاری محبت ہے وہ۔۔۔تم نے اسے خود یہاں بلایا ہے اور کئی سالوں سے اس کے نام پر بیٹھی ہو' فرح نے نرمی سے کہا

’بھاڑ میں گئی محبت ۔۔۔میں نے سوچ لیا ہے وہ یہاں سے ڈی پورٹ ہوگا تو پھر مجھے چین آئے گا‘ مشعار نے کہا

’ٹھیک ہے امیگریشن آفس میں فون کر کے کمپلین کر دو‘ فرح نے کہا

’کیا کہوں‘ مشعار نے پوچھا

’یہی کہ اس نے مجھ سے شادی کرتے ہوئے اپنی پہلی بیوی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جبکہ اس کی پہلی بیوی بھی موجود تھی اور اس نے اسے طلاق دیئے بغیر مجھ سے شادی کی ۔۔۔وہ میرے ہوتے ہوئے دوسری بیوی نہیں رکھ سکتا، اس لیے اسے ڈیپوٹ کیا جائے‘ فرح نے اسے قانونی راہ دیکھائی

’صبح ہی امیگریشن آفس جاتی ہوں‘ مشعار نے کہا

’کوئی مسئلہ ہوا تو مجھے وہی سے فون کر دینا، میں سنبھال لوں گی‘ فرح نے کہا

’ایسا ہی کروں گی‘ مشعار نے فون بند کرتے ہوئے کہا

اگلے دن وہ آفس سے چھٹی لے کر امیگریشن آفس پہنچ گئی اور وہاں جا کر لکھ کر دیا کہ اشہل خان نے پاکستان میں شادی کی ہوئی تھی اور مجھے دھوکے میں رکھا گیا اس نے مجھ سے کہا کہ وہ بیوی کو طلاق دے چکا ہے اور مجھ سے شادی کر لی اور میں نے اسے یہاں بلا لیا۔مگر میرے ساتھ رہنے کی بجائے کسی اور کے ساتھ رہ رہا ہے۔۔۔

تین دن کے بعد ہی اسے اشہل کا فون آ گیا۔

’مشعار! یہ کیا کیا تم نے ۔۔۔میرے خلاف رپورٹ کر دی ۔۔۔تم فورا اپنی رپورٹ واپس لو‘ اشہل نے نرمی سے کہا

’میرا شوہر کسی اور کے ساتھ رہے ۔۔۔میں شکایت بھی نہ کروں‘ مشعار نے بھی اسی انداز سے نرمی سے کہا

’وہ میری بیوی آمنہ ہے میں نے اسے وزٹ ویزے پر بلایا ہے ۔۔۔دو تین سالوں کے بعد میں اس سے مل رہا ہوں کچھ خدا کا خوف کرو ۔۔۔تین ماہ بعد وہ یہاں سے چلی جائے گی‘ اشہل نے نرمی سے کہا

’مگر تم نے تو اسے طلاق دے کر مجھ سے شادی کی تھی‘ مشعار نے کہا

’تم سے جھوٹ بولا تھا ۔۔۔میں نے اسے طلاق نہیں دی تھی وہ مجھے اچھی لگتی ہے، میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا‘ اشہل نے کہا

’اور میرے بارے میں کیا سوچا تھا کہ مجھے تمہاری اس حرکت کا کبھی پتہ نہیں چلے گا‘ مشعار نے غصے سے پوچھا

’میں نے سوچا تھا کہ تم سے معافی مانگ لوں گا اور تمہارا دل بہت بڑا ہے اور مجھے پکی امید تھی کہ تم مجھے معاف کر دو گی‘ اشہل نے بہت رومانٹک آواز میں کہا

اس کی یہ آواز اور انداز اسے توڑنے لگتی تھی۔وہ بے بس ہو جاتی تھی ۔۔۔وہ چاہتی تھی کہ وہ اس انداز سے بولتا رہے اور وہ سنتی رہے چاہے وہ جھوٹ ہی بول رہا ہو مگر آج اسے اسکا اس انداز سے بولنا زہر لگ رہا تھا

’تم نے تو مجھ سے رابطہ ہی نہیں رکھا اور تم معافی مانگنے کی بات کر رہے ہو‘ مشعار نے کہا

’میں بس تمہاری طرف آنے ہی والا تھا۔۔۔میری بیوی جانتی ہے کہ میں نے تم سے پیپر میرج کی ہوئی ہے، تم سے ملنے پر اسے کوئی اعتراض نہیں ہے وہ بھی تم سے ملنا چاہ رہی تھی ظاہر ہے تم ہماری محسن ہو‘ اشہل نے ایک اور جھوٹ بولا

’یہ کیا تم نے پیپر میرج کی رٹ لگائی ہوئی ہے ہماری با قاعدہ شادی ہوئی تھی‘ مشعار نے کہا

’تم اپنی کمپلینٹ واپس لو ورنہ وہ مجھے پاکستان بھیج دیں گے‘ اشہل نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر اپنی بات کہہ دی

’میں بھی ایسا ہی چاہتی ہوں تم واپس چلے جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ رہو۔۔۔میں تمہیں یہاں برداشت نہیں کر سکتی‘ مشعار نے کہا

’کچھ خدا کا خوف کرو۔۔میں نے یہاں بزنس شروع کیا ہے۔میں نے بہت پیسہ انویسٹ کیا ہے میں یہاں سے جانا نہیں چاہتا۔آؤ بیٹھ کر مسئلہ حل کر لیتے ہیں‘ اشہل نے کہا

’مسئلہ۔۔۔مسئلہ ہم دونوں کے درمیان ہے ہی نہیں۔۔۔تم نے پیپرز میرج کی اور مجھے طلاق دیئے بغیر اپنی بیوی کو یہاں بلا لیا اور میں تمہیں دھوکے کے الزام میں ڈیپورٹ کرا رہی ہوں مشعار نے کہا

’یار ہم اچھے دوست ہیں‘ اشہل نے کہا

’اب نہیں ہیں‘

’ہم شادی کر لیتے ہیں‘

’تم بھول رہے کہ یہاں کے قانون کے مطابق تم میرے شوہر ہو۔۔۔‘

’تم مجھ سے محبت نہیں کرتی‘

’کرتی تھی اب نہیں۔۔۔مجھے اب محبت کے نام سے بھی نفرت ہو گئی ہے‘

’تم ایسا نہیں کر سکتی‘

’میں نے جو کرنا تھا کر دیا اب پاکستان جا کر خیریت کی اطلاع ضرور دے دینا۔۔۔ورنہ مجھے دھڑ کا لگا رہے گا کہ کہیں واپس نہ آ جاؤ۔۔۔کسی اور عورت کو بے وقوف بنا کر۔۔۔ ایک اور بات تم فراڈ کیس کے لئے بھی تیار رہنا، کیونکہ تم نے مجھے طلاق دیئے بغیر اپنی پہلی بیوی کو یہاں بلایا ہوا ہے۔۔۔میں گن گن کر بدلا لوں گی۔۔۔عورت کی محبت سے بھی ڈرو اور نفرت سے بھی۔۔۔عورت سراپا محبت بھی ہے اور سراپا انتقام بھی‘ مشعار نے فون بند کر دیا

رات وہ ڈنر کرنے کے بعد سلیپنگ سوٹ میں ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی انگلش فلم دیکھ رہی تھی۔۔۔یہ وقت اس کا ریلکس کرنے کا ہوتا ہے۔۔۔وہ آٹھ بجے ہر کام سے فارغ ہو جاتی تھی۔۔۔وہ فلم دیکھنے کے ساتھ ساتھ چہرے کا مساج بھی کرتی اور نائٹ کریم بھی لگاتی۔۔۔اس لیے اس نے سب چیزیں پاس رکھ کر مووی دیکھ رہی تھی اور ابھی اس نے کریم نکالی ہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی تو وہ چ

چونک پڑی۔۔۔ پہلے اس نے وال کلارک پر نظر ڈالی تو ابھی نو نہیں بجے تھے۔۔۔ اسے حیرت ہوئی کہ اس وقت کون ہوسکتا ہے۔۔۔ کینیڈا میں تو رواج نہیں ہے کہ ویک ڈیز میں کوئی کسی سے ملنے آجائے

کیونکہ ہر کسی نے صبح آٹھ بجے سے پہلے گھر سے نکلنا ہوتا ہے۔۔۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے ایک پاکستانی عورت کھڑی تھی۔۔۔

اسے میں نے پہلے کہیں دیکھا ہے۔۔۔ اس نے خود سے سوال کیا

'جی فرمایئے' مشعار نے پوچھا

'کیا میں اندر آکر بات کرسکتی ہوں'

'کس سلسلے میں۔۔۔ مجھے یاد نہیں آرہا کہ ہم پہلے بھی کہیں ملے ہیں'

'مجھے آمنہ کہتے ہیں اور میں مسز اشہل ہوں۔۔۔'

مشعار لمحے بھر کے لیے خاموش ہوگئی۔۔۔ پھر اسے اندر آنے کا اشارہ کیا

'آیئے۔۔۔ اندر آئیں' مشعار دروازے سے ہٹ گئی۔۔۔

دونوں صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔۔۔ کچھ دیر خاموش رہی

'آپ کو مجھ سے کیا کام ہوسکتا ہے'

'ہم پاکستانی ہیں۔۔۔ ہمیں ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہیے۔۔۔ اگر آپ کو اشہل سے کوئی شکایت تھی تو آپس میں بیٹھ کر بات کر لیتے۔۔۔ کمپلینٹ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ حکومت کو شکایت لگانا اچھی بات تو نہیں'

'میں بھی سمجھتی ہوں کہ کہ حکومت کو شکایت لگانا اچھی بات تو نہیں۔۔۔ میں شکایت لگانے کے لیے ذہنی طور پر تیار بھی نہیں تھی مگر اس شخص نے بار بار مجھے دھوکا دیا ہے جو آپ کا شوہر ہے'

'اس نے دھوکا نہیں دیا۔۔۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔ وہ یہاں جلد آنا چاہتا تھا۔۔۔ امیگریشن اپلائی کر کے چار پانچ سال تک انتظار نہیں کرسکتا تھا تو اس نے آپ سے پیپر میرج کر لی اور اس نے معقول معاوضہ بھی دیا۔۔۔ اگر وہ باقاعدہ شادی کرتا تو آپ کے ساتھ یہاں ٹھہرتا'

'آپ کو کلیر کردوں، اس نے مجھے کوئی معاوضہ نہیں دیا، دوسری بات آمنہ صاحبہ۔۔۔ جب ہمارا فون پر نکاح ہوا تھا تو پیپر میرج کا کہیں ذکر نہیں تھا۔۔

اس نے آپ کو چھوڑنے کے بعد مجھ سے شادی کی تھی۔۔۔ اس نے ائر پورٹ پر پہنچنے کے بعد بھی پیپر میرج کا ذکر نہیں کیا اور جب ہم گھر پہنچے تو اس نے میرے اپارٹمنٹ پر پہنچ کر صرف یہ کہا کہ میں اپنے کسی دوست کے گھر ٹھہروں گا۔۔۔ میں نے اس وقت اگنور کیا۔۔۔ مجھے تو اس کی شکایت پہلے دن ہی کر دینی چاہیے تھی مگر میں ٹالتی رہی۔۔۔ میں نے اس وقت شکائت کی جب اسے کسی ساتھ

دیکھا۔۔۔عورت محبت میں ہر چیز برداشت کرسکتی ہے مگر شئیر نہیں کرسکتی۔۔۔میں نے جس دن اسے آپ کے ساتھ دیکھا تو میری برداشت جواب دے گئی تب میں نے کمپلینٹ کی۔۔۔۔'

'دیکھئے میں اس کی بیوی ہوں اس نے مجھے یہاں بلانا ہی تھا۔۔۔اس میں غلط کیا ہے'

'اس میں سب کچھ غلط ہے۔۔۔ اس نے کہا کہ وہ آپ کو چھوڑ چکا ہے اور وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔پھر اس نے مجھ سے شادی کی۔۔۔اب وہ مان نہیں رہا۔۔۔میری جگہ جو بھی عورت ہوتی یہی سب کچھ کرتی'

'میری آپ سے درخواست ہے کہ ہمیں معاف کردو اور اپنی کمپلینٹ واپس لے لیں'

'ایک شرط ہے'

'ھاں ھاں کہیے'

'آپ پاکستان چلی جائیں۔۔۔اشھل میرے ساتھ یہاں رہے گا۔۔۔وہ پاکستان آپ سے ملنے آتا رہے گا۔۔۔مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا'

'آپ کیسی باتیں کررہی ہیں کون عورت اپنے شوہر کی دوسری بیوی برداشت کرسکتی ہے'

'یہی میں کہہ رہی ہوں۔۔۔اسے ایک کا بن کر رہنا ہوگا۔۔۔اس لیے آپ اسے پاکستان لے کر چلی جائیں'

'مگر ہمارا یہاں بہت پیسہ لگا ہوا ہے'

'آپ کا پیسہ لگا ہے اور میری زندگی داؤ پر لگی ہوئی ہے۔۔۔پیسہ تو دوبارہ بھی بن سکتا ہے مگر ٹوٹا دل دوبارہ نہیں جڑ سکتا۔۔۔مجھے اپنا بکھرا وجود سمیٹنے میں مدت لگے گی'

'دل کا کیا ہے لگ ہی جاتا ہے۔۔۔آپ پہلے بھی اکیلی تھیں اور اب بھی۔۔۔مگر پیسہ آسانی سے نہیں بنتا'

'آپ کا دل ابھی ٹوٹا نہیں ہے اس لیے پیسے کو زیادہ اہمیت دے رہی ہیں جو دل کی بازی ھارتا ہے وہی جانتا ہے کہ ٹوٹے دل کو کیسے سنبھالا جاتا ہے۔۔۔میں نے اپنی شرط بتادی ہے۔۔۔آپ سوچ لیں۔۔۔اب آپ کو چلنا چاہیئے کیونکہ صبح مجھے جاب پر بھی جانا ہے'

آمنہ اٹھ کر چلی گئی

وہ آفس ٹائم کے بعد گھر جانے کے لیے گاڑی کی طرف جا رہی تھی کہ اشھل نے اسے راستے میں روک لیا

'مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔کہیں چل کر بیٹھتے ہیں' اشھل نے بہت نرمی سے کہا

'تمہاری بیوی سے بات ہوگئی ہے۔۔۔اب کیا باقی بچا ہے'

'مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔۔۔بس تم کمپلینٹ واپس لے لو'

'کیسی شرط۔۔۔'

’تم نے مجھ سے شادی کی ہے‘

’میں نے نہیں۔۔۔تم نے شادی کی تھی جس سے اب تم مکر رہے ہو۔۔۔میں نے تم سے یونیورسٹی کے زمانے میں محبت کی تھی مگر تم نے شہری بابو بن کر مجھے بار بار دھوکا دیا۔۔۔تمہاری وجہ سے میں نے دن کے سپنے دیکھے ۔۔۔میں نے پہلی بار آسمان پر جلتے بجھتے تاروں میں ایک اکیلے چاند کو دیکھا اور اس چاند کو جو میرا اپنا تھا اور دن کے خواب جو انسان اپنی مرضی سے دیکھتا ہے دیکھنے شروع کیے تھے ۔۔۔سارا دن ان خوابوں میں کھوئی رہتی تھی مگر وہ خواب ادھورے رہے کیونکہ تم مجھے چھوڑ کر چلے گے تھے۔۔۔میں نے سمجھوتہ کر لیا تھا اور کینیڈا چلی آئی۔۔۔یہاں میں اچھی خاصی زندگی گزار رہی تھی۔۔۔تم دوبارہ میری زندگی میں آئے اور میں نے تم پر دوبارہ اعتبار کیا، کیونکہ محبت دل سے آسانی سے نہیں جاتی، دل میں بس جاتی ہے۔۔۔میں تمہاری باتوں میں دوبارہ آ گئی اور تم سے شادی کر لی اور تم نے اس شادی کو پیپر میرج کا لیبل لگا کر میرے جذبات کی توہین کی۔۔۔میں نے پھر بھی شکایت نہیں کی۔۔۔خاموش ہو گئی۔۔۔اب تم نے اپنی بیوی کو بلا لیا اور اطمینان سے زندگی گزارنے لگے اور مجھے اگنور کرنے لگے ۔۔۔ہر بار تم بے وفائی کرو اور میں معاف کر دوں۔۔۔اب ایسا نہیں ہوگا‘

’میں تم سے پہلے بھی محبت کرتا تھا اور اب بھی کرتا ہوں۔۔۔آمنہ سے میری شادی والدین نے کی تھی۔۔۔اس لیے بھاگ کر تمہارے پاس چلا آیا مگر آمنہ میرے پیچھے چلی آئی۔۔۔اب میں پکا پکا اسے پاکستان بھیج رہا ہوں اور تمہارے ساتھ رہوں گا، بس تم اپنی کمپلینٹ واپس لے لو‘ اشہل نے فوراً پینترا بدلا

’گویا تم مجھے تیسری بار بے وقوف بنانا چاہتے ہو‘

’نہیں۔۔۔تم مجھ پر اعتبار کرو۔۔۔اس بار ایسا نہیں ہوگا‘

’کیا آمنہ واپس جانے کے لیے تیار ہے‘

’ہاں ہاں۔۔۔اسے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔وہ واپس چلی جائے گی‘

’پھر سوچا جا سکتا ہے۔۔۔اب تم گھر جاؤ اور مجھے سوچنے دو‘

’سوچنے کے لیے وقت نہیں ہے۔۔۔ہم ڈی پورٹ ہو جائیں گے۔۔۔تم فوراً اپنی کمپلینٹ واپس لے لو‘

’میں نے کہا ہے کہ مجھے سوچنے دو کہ تم یہ کام دل سے کر رہے ہو یا مجبوری میں۔۔۔یا یہاں سٹے لینے کے لیے‘

’مجھ پر اعتبار کرو۔۔۔اب تم کبھی اکیلی نہیں رہو گی۔۔۔میں آج ہی تمہارے گھر شفٹ ہو جاتا ہوں‘

’ہو ہو اب ایسی بھی جلدی نہیں ہے۔۔۔اس وقت مجھے گھر جانے دو‘۔۔۔مشعار گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی

دیکھو ذرا گاڑی کتنی شاندار رکھی ہوئی ہے۔۔۔جائیداد بھی ہے۔۔۔اچھا ہے اس کی جائیداد میں آدھے کا حق دار بن جاؤں گا۔۔۔بے وقوف کی بے وقوف ہی رہی۔۔۔دوبارہ باتوں میں آ گئی ہے اشہل اس کے جانے کے بعد سوچتا رہا

گھر آتے ہی اس نے سب سے پہلے آمنہ کو فون کیا

'مجھ سے ملنے آسکتی ہو۔۔۔اسی وقت۔۔۔اشہل کو نہیں پتہ چلنا چاہیے'

'آتی ہوں'

آدھے گھنٹے بعد آمنہ اس کے گھر پہنچ گئی

'آپ کے شوہر نے آپ سے بات کی ہے کہ وہ آپ کو پاکستان بھج رہے ہیں اور وہ یہاں میرے ساتھ رہے گے'

'ایسی بات نہیں ہے۔۔۔وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں، مجھے چھوڑ نہیں سکتے۔۔۔وہ میرے ساتھ ہی رہے گے'

'آپ کے شوہر نے آپ کے ساتھ کئی معاملوں میں جھوٹ بولا ہے مگر آپ نہیں مان رہی۔۔۔'

'میرے شوہر نے میرے ساتھ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔۔۔آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔'

'چلیں مان لیا کہ مجھے غلط فہمی ہوئی ہے مگر سچ یہی ہے کہ وہ آپ کو پاکستان بھیج رہے ہیں۔۔۔کیا آپ اپنے شوہر کی بات نہیں مانے گی'

'اگر انھوں نے مجھے پاکستان ہی بجھوانا تھا تو بلاتے کیوں۔۔۔مسئلہ میرا نہیں ہے آپ کا ہے۔۔۔آپ ان کے پیچھے پڑی ہیں۔۔۔ آپ کو درمیان سے ہٹنا ہوگا'

'کتنی عجیب بات ہے کہ ایک مرد دو خواتین کو بے وقوف بنا رہا ہے اور ہم دونوں سوچ رہی ہیں کہ وہ۔۔۔ہم دونوں میں سے کس کے ساتھ سئیر لیس ہے جبکہ وہ کسی کے ساتھ بھی سئیر لیس نہیں ہے۔۔۔اسے صرف اپنے مفاد سے مطلب ہے وہ اپنے مفاد کے لیے کسی ایک کو بھی چھوڑ سکتا ہے'

'ظاہر ہے اسے چھوڑنا تو ہے اور وہ آپ کو چھوڑ دے گا۔۔۔مجھے پکا یقین ہے' آمنہ نے پراعتماد لہجے میں کہا

'میں نے آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ وہ اس وقت آپ کو میرے کہنے پر چھوڑ بھی سکتا ہے اور میری ہر بات مان بھی سکتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک اس وقت سب سے اہم بات اپنا سرمایہ بچانا ہے، وہ اس طرف جائے گا جس طرف اس کا سرمایہ محفوظ ہوگا، اس لیے اس نے میری ہر شرط مان لی ہے اور اس حقیقت کو مان لو۔۔۔نہیں مانو گی تو پچھتاؤ گی'

'یہ سچ نہیں ہے۔۔۔میں نہیں مانتی'

'جاؤ۔۔۔اپنے شوہر کو پاکستان لے جاؤ۔۔۔میں تمہیں موقع دے رہی ہوں'

'اس نے اپنی زندگی کا تمام سرمایہ یہاں لگا دیا ہے۔۔۔اس لیے وہ پریشان ہے اگر وہ تم سے محبت کرتا ہوتا تو مجھے کبھی نہ بلاتا'

'اس لیے میں کہہ رہی ہوں کہ اپنے شوہر کو یہاں سے لے جاؤ ورنہ پچھتاؤ گی'

'مجھے اشہل سے بات کرنے دیں، میں فون پر انفارم کر دوں گی'

آمنہ چلی گئی

'اشہل اب تم کیا پروگرام بنا رہے ہو۔۔۔وہ تو کسی صورت نہیں مان رہی' آمنہ نے پوچھا

'وہ مان گئی ہے،تم پاکستان چلی جاؤ۔۔۔میں یہاں اس کے ساتھ رہوں گا۔۔۔ابھی غصے میں ہے۔۔۔کچھ وقت گزرنے دو،حالات بہتر ہوتے ہی تمہیں بلالوں گا' اشہل نے کہا

'تم اس کے ساتھ کس حیثیت سے رہو گے' آمنہ نے پوچھا

'صاف ظاہر ہے شوہر کی حیثیت سے' اشہل نے کہا

'کیا تم مذاق کررہے ہو۔۔۔تم نے کبھی مانا ہی نہیں ہے کہ تم نے اس سے شادی کی ہے' آمنہ نے کہا

'اس وقت مجھے صرف اس کی بات ماننی ہے تاکہ ہمارا سرمایہ بچا رہے۔۔۔ورنہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔تم خود اسے بتاؤ کہ تم پاکستان جارہی ہو،اور وہ یہاں اشہل کے ساتھ رہ سکتی ہے' اشہل نے کہا

'تم اس قدر سیلف وش ہو۔۔مجھے یقین نہیں آرہا۔۔۔میں اسے تمہاری بیوی کی حیثیت کبھی نہیں دوں گی' آمنہ نے کہا

'تم سمجھ نہیں رہی ہو۔حالات کے مطابق بدلنا پڑتا ہے جب مجھے یہاں کی سٹیزنشپ مل جائے گی تو اسے طلاق دے دوں گا۔۔۔ مجھے اس سے کون سی محبت ہے مجھے تو اپنے مفاد سے مطلب ہے۔۔۔مفاد نکل گیا تو کسے مشعار یاد رہے گی۔۔۔مجھے تو اس کے سانولے رنگ سے ہی چڑ ہے پھر اس کا پنجابی نما اردو بولنے والا لہجہ۔۔۔اللہ معاف کرے۔۔۔میں کتنی مشکل سے اس کے ساتھ وقت گزارو ل گا میں ہی جانتا ہوں۔۔۔حالات بہتر ہونے دو،لمحے بھر کے لیے بھی اس کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔بس تم یہ سمجھ لو کہ اپنے مطلب کے لیے گدھے کو بھی باپ مان لیا جاتا ہے تو میں بھی ایسا ہی کررہا ہوں

'اشہل نے سمجھایا

آمنہ خاموش ہوگئی اور سوچنے لگ گئی کہ کتنے عرصے سے وہ اشہل کے ساتھ رہ رہی ہے مگر اس کا یہ روپ پہلی بار اس کے سامنے آیا ہے ۔وہ تو پیسے کی خاطر کچھ بھی کرسکتا ہے۔۔۔کسی کو بھی اپنی بیوی کے طور پر قبول کرسکتا ہے اور کسی کو بھی چھوڑ سکتا ہے۔۔۔نہیں۔۔۔میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔۔۔

اسے صرف میرا ہو کر رہنا ہوگا۔۔۔اس نے کچھ فیصلہ کیا اور اطمینان سے سوگئی

اس نے مشعار کو فون کیا

'تم نے اپنی کمپیلنٹ واپس تو نہیں لی'

'آج آخری دن ہے واپس لینے کا۔۔۔اگر نہ لی تو اشہل کو واپس جانا ہوگا' مشعار نے بتایا

'میں اپنے شوہر کے ساتھ کسی عورت کو برداشت نہیں کرسکتی۔۔۔اس لیے تم اپنی کمپیلنٹ واپس نہیں لوگی۔۔۔تاکہ اسے میرے ساتھ جانا پڑے۔۔۔میں تقسیم ہوئے مرد کے ساتھ نہیں رہ سکتی اور مرد کو جب بھی موقع ملتا ہے وہ تقسیم ہونے کو تیار ہو جاتا ہے۔۔میں اسے

کوئی موقع نہیں دینا چاہتی اس لیے میں نے واپس جانے کا فیصلہ کیا ہے اپنے شوہر کے ساتھ۔۔۔اسے یہاں نہیں چھوڑ سکتی'

'مجھے خوشی ہوئی ہے کہ تم نے ایک ذہین عورت کا ثبوت دیا ہے، میری بات مان کر اپنا گھر بچالیا۔۔۔اچھا فیصلہ کیا ہے۔۔۔موقع ہاتھ سے نکل جائے تو پیچھے کچھ نہیں بچتا۔۔۔'

'اور آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے سچی اور سیدھی راہ دیکھائی'

'میری ہر اس عورت سے درخواست ہے کہ کبھی کسی شادی شدہ مرد کی باتوں میں نہ آئے۔۔۔مرد کسی وقت بھی مظلومیت کا لبادہ اوڑھ کر عورت کو بے وقوف بنا سکتا ہے۔۔۔شادی شدہ مرد کے ساتھ شادی کر کے عورت اپنی زندگی دکھوں سے بھر لیتی ہے اور دکھ بھی ایسے جو کبھی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔۔۔ہنی مون کا زمانہ بہت مختصر ہوتا ہے اور زندگی بہت لمبی۔۔۔دکھ بھری زندگی تو ویسے بھی ختم نہیں ہوتی۔۔۔بٹا ہوا مرد کبھی کسی کا ہو ہی نہیں سکتا' مشعار نے کہا

'میں نے آپ سے بہت کچھ سیکھا ہے۔۔۔ہمیشہ آپ کو یاد رکھوں گی۔۔۔پاکستان آنا ہو تو ملنے ضرور آنا۔۔۔اللہ حافظ' آمنہ نے کہا

'انشاءاللہ۔۔۔زندگی رہی تو ضرور ملاقات ہوگی'

اور مشعار نے مطمئن ہو کر فون بند کر دیا۔۔۔پھر اس نے فون آف کر دیا کیونکہ اشہل کا بار بار فون آ رہا تھا

اشہل اسے سارا دن فون کرتا رہا اور فون نہ ریسیو کرنے پر اسے بڑا بھلا بھی کہتا رہا۔۔۔اور پھر دونوں میاں بیوی کو کینیڈا چھوڑنا پڑا

فرح کو فون کرنے کے بعد مشعار نے ہنستے ہوئے کہا

'یار کیا نام تھا تمہارے کزن کا'

'میرے تو کئی کزن ہیں، سارا خاندان یہاں آباد ہے، کس کزن کی بات کر رہی ہو' فرح نے اسی انداز سے پوچھا

'یار تنگ نہ کرو۔۔۔میں تمہارے اس کزن کی بات کر رہی ہوں جو مجھے دیکھتے ہی بقول تمہارے وہ دل کیا جان بھی ھار بیٹھا تھا اور اس نے پہلی ملاقات کے بعد ہی تم سے شادی کی خواہش کا اظہار کر دیا تھا'

'ہاں مجھے یاد ہے جس نے مجھے پہلی بار شادی کے لیے کہا، میں نے فوراً ہاں کہہ دی تھی اور اب اسے میرا شوہر بنے ایک سال ہو گیا ہے' فرح نے ہنستے ہوئے کہا

'میرا مذاق نہ بناؤ۔۔۔تمہاری شادی پر تمہارے کسی کزن نے مجھے پروپوز کیا تھا'

'یوں کہوں نا۔۔۔تم آسمان خان کی بات کر رہی ہو'

'مگر اس کا نام تو آکاش خان تھا'

'نام تمہیں اس کا کسی سورت کی طرح یاد ہے۔۔۔پوچھ مجھ سے رہی ہو۔۔۔'

'فارسی میں آسمان جس کو کہتے ہیں اسے ھندی میں آکاش کہتے ہیں۔۔۔میں تو ہمیشہ اسے آسمان ہی کہتی ہوں ھاں اسے کیا کہنا ہے،

’اسے کوئی پیغام دینا ہے اگر وہ نہ ملا تو اس کی بیوی کو تمہارا میسج دے دوں‘ فرح ہنستی جا رہی تھی

’اس کی بیوی۔۔۔کیا اس کی شادی ہو گئی ہے۔۔۔نہیں نہیں۔۔۔اس کی بیوی کو کچھ مت کہنا۔۔۔مگر اس کی شادی کب ہوئی تم نے تو مجھ سے ذکر نہیں کیا، مشعار نے اداسی سے پوچھا

’تم اس سے شادی کے لیے تیار ہو تو اس کی بیوی کو طلاق دلوا دیتی ہوں‘ فرح مسلسل اسے تنگ کر رہی تھی

’مجھے طلاق یافتہ مرد ہی کیوں ملتے ہیں۔۔۔کیوں اس کی بیوی کو طلاق دلواؤں‘

’میں مذاق کر رہی ہوں ہو وہ تمہارے انکار کے بعد امریکہ پڑھنے چلا گیا تھا مگر مسلسل تمہارے بارے میں باخبر رہتا ہے۔۔۔اسے اب خوشخبری سنا دیتی ہوں تو بھاگا آئے گا‘

’اب ایسی بھی جلدی نہیں ہے اسے پڑھائی مکمل کرنے دو‘

’اب کوئی ڈرامہ نہیں چلے گا پڑھائی اس کی ہوتی رہے گی، اسے بلا کر تم سے اگلے ہفتے ہی نکاح پڑھا دیتی ہوں ورنہ تمہاری بے وقوفی کی کوئی حد نہیں ہے‘

’چلو اسے میرا نمبر دے دو۔۔۔وہ مجھ سے بات تو کرے‘

’بے شرم۔۔۔شادی سے پہلے میں تمہاری کوئی بات نہیں ہونے دوں گی آج سے تم مایوں بیٹھ جاؤ۔۔۔رات ہی اپنی امی اور اس کی امی کے ساتھ تمہارے گھر آتی ہوں اور ساری تفصیلات ان کے سامنے طے ہوں گی۔۔۔اب تمہارے بولنے کے دن گے اور آفس سے چھٹی کے لیے اپلائی کر دو‘

فرح نے سارا پلان فون پر ہی طے کر لیا اور مشعار کے لیے بولنے کے لیے کچھ نہیں بچا۔۔۔اس نے فرح کی تمام شرائط پر سر جھکا دیا اب وہ خود کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتی تھی

رخشندہ کوکب ٹورنٹو مسی ساگا کینیڈا ph 647 741 7555 kaukab@mail.com